REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT № R.N 61/57 -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد — ۲۱
ایڈیٹر:۔
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:۔
جاوید اقبال اختر

شمارہ — ۳۰
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۲۴؍ جمادی الثانی ۱۳۹۳ ہجری ۲۶؍ وفاء ۱۳۵۲ ہش ۲۶؍ جولائی ۱۹۷۳ عیسوی

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴؍ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق لندن سے ۱۶؍ جولائی کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مع حضرت بیگم صاحبہ و خدام ۱۴؍ جولائی کو ربوہ سے لندن تشریف لے آئے۔ اس روز کی مفصل اطلاع دوسری جگہ درج ہے۔ حضور انور مع خدام بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔

۳ بجے دن کو حضور اپنے دانت کی تکلیف کے علاج کیلئے مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب کی سرجری میں تشریف لے گئے۔ بعد ازاں حضور انور نے تمام احباب کو شرف ملاقات بخشا۔ شام کے چھ بجے بورڈ مشن ہاؤس میں موجود تھے انہیں شرف معانقہ بخشا۔ ۶ بجے کو دس بجے حضور لندن سے یارک شائر تشریف لے گئے۔

قادیان ۲۴؍ وفا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ۱۶؍ کو بذریعہ ہوائی جہاز بنگلور، شیموگہ اور مدراس کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ ۲۵ کو واپس حیدرآباد تشریف لائیں گے اور اگلے روز کانپور کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ ہوں گے اس عرصہ میں بیگم صاحبہ و بچگان حیدرآباد ہی میں قیام کریں گے۔ مقدس خاندان کے جملہ افراد بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت دارالامان واپس لائے۔ آمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انگلستان تشریف لے گئے

لندن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دینی مصروفیات

رپورٹ مرسلہ امام صاحب مسجد فضل لندن

قادیان ۲۱؍ وفا (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انگلستان کے تبلیغی و تربیتی دورہ کے لئے ربوہ سے لندن تشریف لے گئے۔ حضور انور مع حرم محترم و خدام بتاریخ ۱۴؍ جولائی لندن کے ہوائی اڈہ پر بخیریت تشریف لے آئے۔ اس بابرکت سفر اور حضور کی پہلے روز کی دینی مصروفیات کے بارہ میں جو انگریزی اطلاع نامہ آج یہاں موصول ہوا ہے۔ اس کا مکمل اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

پہلے دن کی رپورٹ

ہفتہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۷۳ء

تشریف آوری

آج قبل دوپہر ۱۱ بجے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث امام جماعت احمدیہ ہیتھرو ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ ہوائی اڈہ پر آپ کے استقبال کے لئے جناب بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن۔ نائب امام صاحب لندن۔ دیگر مبلغین افراد جماعت احمدیہ موجود تھے ان کے علاوہ ہوائی اڈہ پر سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔ ہز ایکسیلنسی جناب جبریٰشان سیگا جانہ ایم۔ بی۔ ای۔ ہائی کمشنر برائے گیمبیا مقیم برطانیہ۔ جناب مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد زیورچ (سوئٹزرلینڈ)، افراد خاندان حضور۔ بیگم رفیق صاحبہ۔ بیگم آرچرڈ صاحبہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ۔ اخبارات کے نمائندگان کے طور پر برٹش پریس ایسوسی ایٹڈ نیوز ایجنسی۔ فوٹو گرافر برائے سنڈے ٹیلیگراف سنڈے ٹائمز برٹش موسی فون یونٹ۔ کیمونو ایجنسی پریس ایسوسی ایشن اور بی بی سی ورلڈ سروس کے نمائندے شامل تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا اس ملک میں یہ تیسرا دورہ ہے۔ اس دورہ میں حضور کے حرم محترم کے علاوہ جناب چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری۔ مکرم چوہدری محمد علی صاحب۔ مکرم شاہد احمد خان صاحب اور مکرم مرزا غلام احمد صاحب تشریف لائے ہیں۔

پریس کانفرنس

طویل سفر کی وجہ سے حضور کافی تھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ تاہم حضور کے چہرہ پر بشاشت تھی اور نمایاں طور پر خوش و خرم شخصیت تھی اور بڑی سہولت سے ہوائی اڈا کے وی آئی پی لاؤنج میں ایک مختصر پریس کانفرنس کو خطاب فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ آپ کے دورہ کا مقصد برطانیہ کے احباب جماعت سے ملاقات کرنا ہے۔ Intelligence Digest میں شائع شدہ ایک مضمون کی طرف توجہ کرتے ہوئے جس میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ برطانیہ چار ٹکڑوں یعنی انگلینڈ، ویلز، سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ میں منقسم ہو جائے گا۔ حضور نے رائے ظاہر کی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حالات کا رخ اسی طرف ہے۔ جب حضور سے پوچھا گیا کہ آپ کا گوروں کے بارے میں کیا خیال ہے جو ان دنوں برطانیہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں جس شخص کو جانتا نہیں اس کے متعلق میں کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)

ماریشس میں ۱۴ فرانسیسی بولنے والے افریقن ممالک کے نمائندگان کی

LOCAM کانفرنس کی روئداد

سینیگال کے صدر ہز ایکسیلنسی SENGHOR اور آئیوری کوسٹ کے وزیر خارجہ کی

خدمت میں قرآن مجید کے تحائف کی پیشکش

از مکرم مولوی صدیق احمد صاحب منور انچارج احمدیہ مشن ماریشس

اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی ہے کہ وہ اسلام کا زندگی بخش پیغام ایک عام انسان سے لیکر سربراہان مملکت تک بڑی وضاحت سے پہنچا رہی ہے۔ چونکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اسلئے اس کی تعلیمات کسی خاص طبقہ کے لئے مخصوص نہیں یہی وجہ ہے کہ مبشرین احمدیت ہدایات کے مطابق ہر طبقہ تک اسلام کے اصول و

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مالک حسلان اور ایم۔ اے بہ نیت پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپواکر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پرنٹر ہ بدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر - قادیان
مورخہ ۲۶ر وفا ۱۳۵۲ ہش

عالمِ اسلام کا انفعالی بحران

(اور)

اس کا صحیح علاج

(۲)

عالمِ اسلام کے انفعالی بحران پر محترم مولانا فارقلیط صاحب سابق چیف ایڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ دہلی کا ایک فکر انگیز نوٹ صدق جدید لکھنؤ کے حوالہ سے اشاعت گذشتہ میں نقل ہو کر اس بحران سے نکلنے کی صحیح راہ اور طریق علاج پر کچھ گفتگو بھی ہو چکی ہے۔ محترم مولانا صاحب موصوف اپنے اس فکر انگیز نوٹ میں ملت کے ذی شعور افراد کی بے شعوری کو سوالیہ انداز میں واشگاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"کیا ملت کے ذی شعور افراد اپنے انکار ہی کمیونزم کو دلنشین نہیں بنا رہے ہیں؟ کیا مغربی تہذیب اور اجنبی تمدن نے مسلم تہذیب کا رنگ پھیکا نہیں کیا؟ ...."

مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مسلمانانِ زمانہ کی طرف سے بڑا اعتراض یہی ہوتا آ رہا ہے کہ گویا آپ نے سوادِ اعظم سے ہٹ کر اپنی جماعت علیحدہ کیوں بنائی۔ اب دیکھ لیجئے اگر حضور علیہ السلام نے ایمان و یقین سے پُر باعمل افراد کو الگ نہ کیا ہوتا تو آج باعملوں کا اِن بے عملوں سے نمایاں امتیاز کیونکر ممکن تھا۔ سچ ہے وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَاءُ۔

آج یہ حقیقت بڑی ہی صفائی کے ساتھ سامنے آ چکی ہے کہ یہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔ جس کے افراد من حیث الجماعت نہ تو مغربیت سے اور نہ ہی کمیونزم یا کسی بھی اجنبی تہذیب سے متاثر ہوتے ہیں۔ وہ تو نہ صرف یہ کہ اسلامی قدروں پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں بلکہ اجنبی ماحول میں رہتے ہوئے اُن کا اثر قبول کرنے کی بجائے خود ان لوگوں کو اپنے شاندار عمدہ نمونہ سے متاثر کرتے ہیں اور اس اثر انگیز عملی نمونہ سے سینکڑوں افراد کو اسلام کا دلدادہ و شیدا بناتے چلے جا رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد فرمایئے اس سے بڑھ کر وہ کونسا عملی ثبوت ہوگا بیرونی دنیا پہ اثر انداز ہونے کا؟

اس جگہ بجا طور پر یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ میدان میں احمدی لوگ بمقابلہ دیگر مسلمانوں کے کیونکر کامیاب و کامران ہوئے تو اس کی تہ میں وہی بات ہے۔ جسے مولانا فارقلیط صاحب نے قرآنی آیت کے حوالہ سے واضح کر دیا یعنی اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ وغیرہ احمدیوں نے اس زمانہ کے سچے امام کو شناخت کر لیا اس کے ساتھ وابستہ ہو گئے کیونکہ حزب اللہ بننے کے لئے امامِ وقت کے ساتھ وابستگی پہلا زینہ ہے۔ احمدی لوگ امام مہدی کی جماعت میں داخل ہوتے ہی حزب اللہ بن گئے تب وہ اس انفعالی بحران سے نکل کر خود ایک ایسی زبردست قوتِ مؤثرہ بن گئے جن کے اثرات ان ہزار در ہزار پاکیزہ نفوس کو حلقہ بگوش اسلام لانے کی شکل میں دنیا نے مشاہدہ کئے اور کر رہے ہیں۔

اس طرح آیت کریمہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ میں مسیح موعود مہدی معہود کے لئے دیا گیا خدائی وعدہ پورا ہوتا ہوا ایک دنیا دیکھ چکی ہے حق و صداقت کے ایسے بیّن نشانات کی تفصیل جس قدر طویل ہے اُسی قدر پُر لطف اور ایمان افروز بھی ہے۔ مگر افسوس کہ عدم گنجائش مانع ہے والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔

مولانا صاحب کا فکر انگیز نوٹ ایک بار پھر پڑھیے۔ ایک طرف محترم مولانا ترقی پسند مسلمانوں کی اسلام سے محبت کا طول و عرض بیان کرتے ہوئے یہ کہنا کہ "ایسے مسلمان کا سینہ حرفِ اسلام تکلم کہنے سے پھوٹ جاتا ہے۔" اپنے اندر ایک واضح حقیقت رکھتا ہے تو دوسری طرف احمدیوں کا کمال جرأت و دلیری سے ایسے مواقع کو تلاش کرتے رہنا اور اشاعتِ اسلام کے لئے ان سے کما حقہٗ فائدہ اٹھانا ظاہر و باہر بات ہے۔ تاریخ احمدیت میں ایسی ہزاروں ہزار ایمان افروز مثالیں موجود ہیں۔ سلسلہ کے باقاعدہ مبلغین و مبشرین کے قابلِ قدر نمونہ کے علاوہ ابھی پرسال حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا اپنی صدارت کے موقع پر بلند آواز سے آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کر کے یو۔ این۔ او کے اجلاس کا آغاز کرنا اور پھر نماز کا وقت آ جانے پر بھرے اجلاس میں بلا خوف لومۃ لائم صدارت کی کرسی پر کسی دوسرے آدمی کو بٹھا کر ادائیگی نماز کے لئے چلے جانا تو عالمی پریس میں ریکارڈ ہو چکا ہے۔ اور اب عالمی شہرت کے احمدی سائنس دان جناب ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے بارہ میں صدق جدید کا تازہ شذرہ (جو مکمل طور پر اسی پرچہ بدر میں دوسری جگہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے) ہماری بات کی مزید تائید کرتا ہے۔ اس شذرہ کے مطابق جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے ایک لیکچر میں قرآن مجید کی دو آیات بجنسہٖ تلاوت کیں اور بقول مولانا دریابادی صاحب:

"شاید پہلی بار ہے کہ ایک خالص فنی لیکچر میں قرآن مجید سے یوں استناد و استشہاد کیا گیا ہے۔"

پس یہ اور اسی طرح کی تمام مثالیں حضرت امام مہدی کے نفخ روح اور دلوں میں زندہ ایمان بھرے ہونے کے ناقابلِ تردید ثبوت ہیں۔ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کریں کہ ایسے زبردست مخالفانہ اور اجنبی ماحول میں ظفر اللہ خان کو کس چیز نے انفعالی حالت سے بچا کر اسلامی قدروں کے غالب کرنے کی پوزیشن میں کر دیا!! یقین جانیئے یہ امام مہدی کے نفخ روح کا کرشمہ تھا۔

مسلمانوں کی بگڑی حالت پر تنقیدی نظر ڈالنے والے جھٹ سے اسلامی ملکوں کے بگاڑ کو زیر بحث لے آتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عہدِ حاضر میں اسلامی حکومتوں کے انداز بھی قابل اصلاح ہیں لیکن ملت کی مطلق اصلاح کے لئے ہمیں انہیں اسباب و ذرائع کو عمل میں لانے کی ضرورت ہے جن کا صدرِ اسلام میں تجربہ ہو چکا اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین سے روشنی ملتی ہے۔ آپ پہلے اچھے مسلمان بنا دیں اس کے بعد جو معاشرہ ان سے تربیت پائے گا وہ خود بخود اسلامی قدروں کا حامل ہوگا۔ اس پر کسی اسلامی ملک کی تعمیر تو بھی عمل میں آ سکتی ہے تب کسی کو بھی شکوہ نہ رہے گا۔ کہ اس کے سفارت خانہ میں "بوتل و ساغر و شراب" سے مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے یا نہیں بلکہ صحیح معنوں میں اسلامی کہلانے والے کسی بھی ملک کے عام باشندوں سے لے کر اعلیٰ مرکزی حکومت بیرونی ممالک میں متعین تمام کارندے ہی بجائے خود اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ ہوں گے۔ پس فرد کی اصلاح جو پہلا زینہ ہے اس کے بغیر اوپر کے زینوں پر چڑھنا یا اُن پر تنقیدی نظر ڈالنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ ہم تو ابتدا ہی میں یہ کہہ چکے ہیں کہ اصلاح ملت کے لئے موجودہ زمانہ میں پہلا کام افراد اُمت کی اصلاح ہے اس پر اصلاح اُمت کا کام بھی مبنی ہے اور یہی طریق طبعی طریق بھی ہے۔ اور قابلِ عمل ہونے کے ساتھ ساتھ نتیجہ خیز بھی۔

ہم اپنی بات کا اعادہ کرتے ہوئے پھر یہی کہیں گے کہ شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے ولولہ انگیز اشعار سے لے کر علماءِ زمانہ کی دھواں دھار تقریر تک مسلمانوں کی عملی حالت کو بدل دینے میں کچھ بھی کارگر نہ ہوئیں چودھویں صدی ختم ہونے کو آئی اب تو اس کے صرف ۶½ سال باقی ہیں۔ گروہ در گروہ علماء کی خاک کے نیچے عالمِ اسلام کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے خود بقول مولانا فارقلیط صاحب "انفعالی بحران کا نشانہ بنی ہوئی ہے" فرمایئے اسلام کی یہ بے قدری کب تک رہے گی۔ کیا اب بھی مسلمانوں کو ذلت اور رسوائی کی اس افسوسناک حالت سے نکالنے کے لئے کسی مردے از غیب برون آید و کارے بکند سے انکار ہی ہوتا رہے گا یا جیب سے ظاہر ہو چکے مردِ حق کی آواز پر بھی کان رکھا جائے گا؟ (باقی ص ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا کیلئے شاہد مبشر اور نذیر بن کر آئے!

ان تین بنیادی صفات کے نتیجہ میں اُمتِ مسلمہ پر یہ تین اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں

۱۔ صفاتِ الٰہیہ کی معرفت ۲۔ قول و فعل سے اسلام کی تائید و نصرت ۳۔ تسبیح و تحمید

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ ہجرت ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۸ مئی ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

(الفتح: ۹-۱۰)

اس کے بعد فرمایا:-

یہ دو آیات جو اس وقت میں نے تلاوت کی ہیں ان میں سے پہلی آیت میں حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین صفات بیان ہوئی ہیں یا

تین بُنیادی کام

جو آپ کے سپرد ہیں۔ ان کا ذکر ہے جبکہ دوسری آیت میں تین بنیادی ذمہ داریوں کا ذکر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ان صفات کے نتیجہ میں اُمتِ مسلمہ پر عاید ہوتی ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسُول! ہم نے تمہیں شاہد بنا کر مبعوث کیا ہے شاہد کے معنے صفاتِ باری پر گواہ کے ہیں اور یہ گواہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دو طور پر دی گئی ہے۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے لحاظ سے اور دوسری آپ کے اُسوہ حسنہ کے لحاظ سے صفاتِ باری کے تعلق میں تاریخ مذاہب پہلے انبیاء کی جو تعلیمات محفوظ کی ہیں اگر ان کا قرآن عظیم سے موازنہ کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جس قدر وضاحت کے ساتھ جس قدر وسعت کے ساتھ جس قدر حسن کے ساتھ جس قدر دل موہ لینے والے انداز میں قرآن کریم نے صفاتِ باری کو بیان کیا ہے اس قدر اور اس قسم کا بیان پہلی کتب میں نہیں پایا جاتا تھا۔ اس لئے کہ ابھی نوعِ انسانی انفرادی اور اجتماعی ہر دو اعتبار سے ارتقائی ارتقاء کو طے کر کے اس انتہائی رفعت تک نہیں پہنچی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ اُمتِ مسلمہ کے لئے مقدر تھی۔ کیونکہ نوعِ انسانی انتہائی رفعت کی تدریجی طور پر ترقی کر رہی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ انسان نے خدا کی صفات کو اپنے حالات اور استعداد کے مطابق کچھ جلوے دیکھے اور اس نور سے خود کو منور کیا۔ پھر دیگر انبیاء علیہم السلام (شرعی بھی اور غیر شرعی بھی) مبعوث ہوتے رہے اور نوعِ انسانی کو روحانی لحاظ سے ترقی پر ترقی دے کر مختلف مدارج میں گزارتے ہوئے اس درجہ تک لے آئے جس میں نوعِ انسانی نے (جس کی امتِ مسلمہ نمائندہ ہے) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ داخل ہونا تھا۔

پس قرآن کریم میں جس رنگ میں صفاتِ باری کا ذکر ہے اس رنگ میں پہلی امتوں کے سامنے ذکر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی حامل نہیں بن سکتی تھیں ان کے اندر اس کی استعداد اور طاقت نہیں پائی جاتی تھی۔ غرض تعلیمی لحاظ سے قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی صفات پر گواہی دی۔ قرآن کریم نے ہر صفت کو لیا اور پھر آگے اس کی تفصیلات کو بڑی وضاحت سے بیان کیا۔ اس کے لئے شواہد پیش کئے۔

خدا تعالیٰ کی بعض ایسی بنیادی صفات ہیں (اشارہ ہی کر سکوں گا کیونکہ تفصیل مضمون کے ساتھ اس کا تعلق نہیں) جن کا تعلق سب صفاتِ باری سے ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے سورہ ملک میں بیان فرمایا ہے کہ تمام

صفاتِ باری کی بُنیادی صفت

یہ ہے کہ ان کے جلوؤں میں انسان کو کبھی تضاد نظر نہیں آئے گا یعنی صفاتِ باری کے جو جلوے نوعِ انسان پر نازل ہوتے ہیں اُن پر اجتماعی نظر ڈالی جائے تو واقعی اُن کے اندر کوئی تضاد نظر نہیں آتا اس لئے تضاد کا نہ ہونا صفاتِ باری کی ایک بُنیادی صفت ہے میرے خیال میں جس رنگ میں قرآن کریم نے ان کو پیش کیا ہے اس رنگ میں پہلی شرائع میں اس قسم کی بنیادی صفات کا ذکر بھی کوئی نہیں ہوگا کیونکہ پہلے انسان کی روحانی حس اور روحانی شعور اس قابل نہیں تھا کہ ان باریکیوں کو سمجھ سکے۔

غرض ایک تو تعلیم کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے شاہد یا گواہ کے طور پر ہیں اور دوسرے آپ گواہ ہیں اپنے عمل کے لحاظ سے اپنے نمونہ کے لحاظ سے کیونکہ صفاتِ باری کا بیان نوعِ انسانی کے لئے محض ایک فلسفیانہ مضمون کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس بیان میں انسان کی زندگی کو ایک خاص رنگ میں بدل کر رکھ دینا مقصود تھا اس پر انسان کو عمل کرنا تھا اور یہی بنیادی تعلیم تھی جس کی جھلک انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ نازل ہوتی رہی۔ اور جو کامل طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل ہوئی۔ انسان کو اس کا مظہر بننا ہے یہی

انسانی زندگی کا مقصد

ہے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نوعِ انسان کو تعلیم دینے کا مقصد یہ ہے کہ وہ صفاتِ باری کا مظہر بننے کی کوشش کریں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے شاہد ہیں اس معنی میں بھی کہ آپ نے کامل اور اتم طور پر اپنے وجود کو صفاتِ باری کا مظہر بنا کر دنیا کو دکھا دیا۔ گویا آپ کا وجود صفاتِ باری کا مظہر اتم ہونے کی وجہ سے اس حقیقت کا گواہ ہے کہ صفاتِ باری انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝

(الذاریات: ۵۷)

چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں نوعِ انسانی نے عبدِ کامل کا ایک نہایت ہی حسین نمونہ دیکھا۔ کوئی دوسرا انسان نہ تو ایسا حسین نمونہ پیش کر سکتا تھا اور نہ ہی اس رفعت اور عظمت کو پا سکتا تھا۔

غرض جہاں تک صفاتِ باری کا تعلق تھا اسے قرآن کریم نے نمایاں کر دیا۔ جہاں تک عملی

صفاتِ باری کے بیان کی غرض

کا تعلق تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونہ سے اور صفاتِ باری کا مظہر اتم بن کر دنیا کو دکھا دیا۔ گویا ہر دو اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے شاہد ہیں۔

پھر اسی آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صفت یہ فرمائی ہے کہ آپ مبشر ہیں آپ دنیا کو بشارت دینے والے ہیں۔ پھر آپ کی تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ آپ نذیر ہیں۔ آپ دنیا کو ڈرانے والے، انتباہ کرنے والے اور بدیوں اور بداعمالیوں سے روکنے والے ہیں جو باتیں اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد بنا دیتی ہیں ان کو بیان کر دنیا کو ان سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنے والے ہیں

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تین بنیادی صفات ہیں جو اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں اس کے مقابل امتِ مسلمہ پر چونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں نوعِ انسان کی بہتری نمایاں ہے۔ اس لئے اس پر

تین ذمہ داریاں

ڈالی گئی ہیں۔ چونکہ آپ شاہد ہیں اس لئے فرمایا تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان لاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاؤ۔ اس بات پر یقین رکھو کہ آپ کے اُسوہ حسنہ پر چلنا نوعِ انسان کے لئے ضروری ہے گویا آپ کی صفت کے مقابلہ پر عقلاً بھی اور شرعاً بھی انسان پر ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے اور آپ کے اُسوہ حسنہ پر چل کر سعادتِ دارین پائے۔

پھر چونکہ آپ مبشر ہیں اس لحاظ سے انسان پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ ان الفاظ میں مضمر ہے

لِتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

فرمایا آپ کی تعظیم کو دیکھ کر آپ کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے آپ کے مشن کی کامیابی کے لئے کام کرو۔ اسلام کی مدد کرو اور اس کی نصرت کرو۔ آپ کی عظمت کا اقرار محض زبان سے نہیں کرنا بلکہ ساتھ عمل بھی کرنا ہے۔ گویا اس میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تم اپنے قول اور عمل سے اس عظیم شریعت کی مدد کرو گے تو خدا کے پیار کو پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم خالی ایمان لے آؤ گے بلکہ فرمایا ہے کہ مبشر کی حیثیت سے آپ کے ذریعہ دنیا کو جو بشارتیں دی گئی ہیں ان پر بھی یقین رکھو گے اور خلوصِ نیت کے ساتھ اپنے قول اور فعل کو آپ کے اُسوہ حسنہ کے مطابق بنا لو گے تو وہ بشارتیں تمہیں مل جائیں گی جو انسانیت کے محسنِ اعظم حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو دی گئی ہیں۔

آپ کی تیسری صفت نذیر بیان ہوئی تھی اسی کے مقابلہ میں انسان پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے

تسبیح کے دو معنے

ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی کمزوری اور نقص سے منزہ سمجھنا گویا اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے۔ دوسرے معنے امام راغبؒ نے مفردات میں یہ بیان کئے ہیں۔

اَلْمَرُّ السَّرِيْعُ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی ....

وَ عَامًا فِی الْعِبَادَاتِ قَوْلًا كَانَ اَوْ فِعْلًا اَوْ نِيَّةً“ ؂

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سُرعت پیدا کرنا۔ گویا تسبیح کا لفظ قولی و فعلی اور نیت کی عبادات کے لئے عام طور پر استعمال ہوتا ہے اور ان عبادات میں سُرعت پیدا کرنا تسبیح ہے۔

غرض نذیر کے مقابلہ میں تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا میں بتایا کہ چونکہ بعض قسم کے افعال کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے اس لئے تمہاری یہ ذمہ داری ہے کہ جب انذار کے حالات پیدا ہوں، لوگوں کو بداعمالیوں سے ڈرایا جائے تو یہ امر تمہارے لئے نیکیوں کے بجا لانے میں سُرعت اور تیزی پیدا کر دے

پس یہ تین ذمہ داریاں ہیں جنہیں میں نے مختصراً اور کچھ تھوڑے سے موازنہ کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ شاہد کی صفت کے مقابلہ میں ایمان باللہ و ایمان بالرسول کہا گیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے تعلیمی لحاظ سے صفاتِ باری کا جو بیان قرآن عظیم میں ہے وہ انسان کی تاریخ میں ہمیں کہیں نظر نہیں آتا۔ اس لحاظ سے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم

معرفتِ صفات و شئونِ باری

کے لئے قرآن کریم پر غور کریں اور صفاتِ باری کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ صفاتِ باری کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بداعمالیاں سرزد ہوتی ہیں۔ جو توحید سے دور لے جانے والی اور شرک کے قریب کرنے والی ہیں۔ گویا پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن کریم نے جس رنگ میں صفاتِ باری کو بیان کیا ہے اسی رنگ میں ان کا عرفان حاصل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آج مہدی معہود علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے والوں کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ صفاتِ باری کا جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں اور اپنی تقریروں میں بیان فرمایا ہے اور جو تفسیر قرآن عظیم ہے اُن صفات کے بیان کو پڑھنا اور ان کو سمجھنا اور اُن کو یاد رکھنا ہمارا فرض ہے گویا ہمیں عرفانِ صفاتِ باری حاصل ہونا چاہیئے۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ شاہد ہیں۔ صفاتِ باری کے گواہ ہیں اور ان کی صفات کی حقیقت کو اپنے عمل سے ثابت کرنے والے ہیں اس لئے اس جہت سے آپ کی متابعت میں ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے والے اور ان پر غور کرنے والے ہوں۔ ہمیں صفاتِ باری کی اس مانند معرفت حاصل ہو جائے کہ وہ

ہماری زندگی کی روح رواں

بن جائیں۔ وہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہو جائیں۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہونا ہم احمدیوں پر یہ ذمہ داری بھی ڈالتا ہے (یوں تو سب نوعِ انسانی پر ڈالتا ہے لیکن اس وقت پہلے مخاطب آپ ہیں۔ اس واسطے میں کہوں گا کہ احمدیوں پر ذمہ داری ڈالتا ہے) کہ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے شاہد کی صفت میں علمی لحاظ سے صفاتِ باری اور توحیدِ باری کو بیان کرنے والا جو حصہ ہے وہ محض ایک فلسفیانہ بیان نہیں بلکہ وہ ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہونے والا بیان ہے اس کی غرض یہ ہے کہ ہم صفاتِ باری کے مظہر بنیں تو گویا شاہد کی صفت کے مقابلہ میں جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وجود پر صفاتِ باری کا جو رنگ چڑھایا تھا۔ ہم بھی اپنے پر وہی رنگ چڑھانے کی کوشش کریں۔ تاہم یہ تو صحیح ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بن سکتے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر

بن سکتے ہیں آنحضرت صلعم کی شبیہ اور آپ کا ظل بن جائیں۔ ایک اچھا فوٹوگرافر اچھی تصویر کھینچتا ہے لیکن ایک عام فوٹوگرافر بالخصوص دیہات میں رہنے والا تو بڑی بھدی سی دھندلی سی تصویر کھینچتا ہے لیکن تصویر ہوتی تو اسی شخص کی ہے جس کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ گویا ایک اچھا کیمرہ زیادہ عمدہ اور روشن عکس لے لیگا لیکن ایک خراب اور سستا کیمرہ دھندلا سا عکس لے گا۔ اسی طرح ایک شخص جو پوری توجہ اور محنت اور اخلاص سے سعی اور کوشش کرنیوالا ہے اور اس کی استعداد بھی زیادہ ہے زیادہ روشن عکس لے لیگا لیکن ایک کمزور ایمان شخص جو نسبتاً کمزور ہے وہ بھی عکس تو لے گا مگر وہ کمزور قسم کا ہوگا۔ تاہم عکس تو وہی ہوگا۔ تصویر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی ایک روشن ہوگی دوسری دھندلی ہوگی۔ مگر ہم جس معنی میں احمدی ہیں تو ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم صفاتِ باری کی معرفت حاصل کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو لائحہ عمل بنائیں۔

میں اس حصہ کو پھر دہرا دیتا ہوں شاہد کی صفت کے مقابلہ میں

ہماری ذمہ داری کے دو پہلو

ہیں۔ ان ہر دو پہلوؤں کے لحاظ سے ایک احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صفاتِ باری کی معرفت حاصل کرے۔ صفاتِ باری کا علم حاصل کرے۔ اُن کو پڑھے، ان کی

حقیقت کو پہچاننے کے لئے اُن پر غور کرے اور دیکھے کہ صفاتِ باری کی کس قدر حسین تفاسیر بیان کی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

دوسرے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفاتِ باری کا رنگ اپنے وجود پر چڑھایا تھا۔ جس طرح آپ صفاتِ باری کے مظہرِ اتم بنے تھے کیونکہ آپ کی استعداد اتم تھی اور قوت ایسی تھی کہ جس کے مقابلہ میں کوئی انسانی قوت پیش نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اخلاص کے ساتھ قربانیاں دے کر اور مجاہدہ کر کے اللہ تعالیٰ سے

ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ محبت

قائم کر کے اور اللہ تعالیٰ کے عشق اور پیار میں فنا ہو کر آپ نے اپنے اوپر جو رنگ چڑھایا تھا۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنی قوت اور استعداد کے مطابق انتہائی زور لگا کر وہی رنگ اپنے اوپر چڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صفت تھی مبشر ہونے کی اس صفت کے مقابلہ میں تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کی رو سے تعزیر اور توقیر کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ المنجد میں عزّر کے معنے ہیں اَلنُّصْرَةُ مَعَ التَّعْظِيْمِ اپنی کسی ہستی کی عظمت کے احساس کے ساتھ اس کی اعانت اور مدد کرنا تعزیر و توقیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔ لیکن چونکہ آپ کی ذات کو تو کسی انسان کی عزت و تکریم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ پہلے انبیاء کی زبان سے بھی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ کہلوایا گیا ہے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا تو پھر اس کے معنی یہ ہونگے کہ احکامِ الٰہی کے اجراء میں اپنے فعل اور عمل سے مدد کرو گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا جو مقصد ہے اس کو کامیاب کرنے کیلئے عمل اور نمونہ کے ساتھ کوشش کرنا۔ اسی طرح توقیر کے معنے عظمت اور بجلی کے کئے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قول و فعل اور نمونہ سے اگر تنظیم شریعت کی مدد کرو گے تو بشارتوں کو پا لو گے اور خدا کے پیار کو حاصل کر لو گے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہی نوعِ انسان کو اس قدر بشارتیں دی ہیں۔ کہ پہلے انبیاء نے اُس کا سواں بلکہ ہزارواں حصہ بھی بشارتیں نہیں دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بشارتیں تمہیں اس طرح نہیں ملیں گی جس طرح ایک آم کے درخت کے مالک کو ٹپکے کا آم پکنے کے بعد خود بخود گر کر مل جاتا ہے۔ اور اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کرنی پڑتی۔ بلکہ تمہیں اس کے لئے اسی طرح قربانیاں دینی پڑیں گی جس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے مقصد کے حصول کیلئے بے شمار قربانیاں دیں اور اس راہ میں قسما قسم کے دکھ اور تکلیفیں اُٹھائیں۔ آپ کے صحابہ نے بھی آپ سے

عشق و وفا کا اعلیٰ و ارفع نمونہ

دکھایا۔ اور خدا کی راہ میں بڑی قربانیاں دیں چنانچہ صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی بلند مقام کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہنا پڑا تھا۔

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

آپ نے حقیقۃً صحابہ کا درجہ پایا ہے یا نہیں اصل سوال یہی ہے کیونکہ جس شخص نے دیکھا اور بیعت کی مگر عملی طور پر پایا نہیں۔ اس کو وہ ثواب نہیں مل سکتا۔ جو بیعت کرنے کے بعد قربانیاں کرنے والے کو ملتا ہے۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعثت کا مقصد پورا کرنے کے لئے بے شمار اور بے مثال قربانیاں دینی پڑیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا قربانیاں دینا آپ کی فطرتِ ثانیہ بن گئی تھی۔ احادیث میں آتا ہے کہ جنگ میں زیادہ خطرناک جگہ وہ سمجھی جاتی تھی۔ جو آپ کے قرب میں ہوتی تھی۔ کیونکہ آپ کا وجود دشمن کا اصل نشانہ تھا۔ چنانچہ صحابہؓ میں سے جو سب سے زیادہ دلیر تھے وہ آپ کے قریب رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ اُن کے اس جذبہ سے پتہ لگتا تھا کہ وہ کتنے دلیر ہیں۔ صحابہؓ اتنے دلیر تھے تو ہمارے آقا و مولا سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دلیر ہوں گے۔ اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا ایک دفعہ رات کو خوف پیدا ہوا لوگ ابھی تیاریاں کر رہے تھے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ خوف کیوں اور کس وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اسی اثناء میں لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لا رہے ہیں۔ صحابہؓ کے عرض کرنے پر آپ نے فرمایا۔ کوئی بات نہیں میں نے پتہ لے لیا ہے تیاری کرکے مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جاؤ گھروں میں آرام کرو اب دیکھو! آپ نے خطرے کی صورت میں اپنے کسی ساتھی کو بتایا نہیں۔ نہ ساتھ لیا ہے بلکہ اکیلے دشمن کے حالات کا پتہ لینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ حالانکہ آپ کے صحابہؓ میں سے ہر ایک آپ کے لئے اپنا خون بہانے کے لئے تیار رہتا اور اس پر فخر کرتا تھا

غرض خدا کی راہ میں قربانیاں دینے اور خدا کے لئے

محبت اور خلوص کا اظہار

کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل اور منفرد تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے عرش پر اپنی دائیں طرف بٹھا لیا۔ یہ مقام تو بہت بلند ہے۔ یہ مقام تو عرشِ ربِّ کریم ہے۔ اس مقام تک تو میں اور آپ نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ محمدیہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ امت کا ہر شخص اپنی قوت اور استعداد اور مخلصانہ کوشش کے نتیجہ میں مقام عرشِ ربِّ کریم سے درجہ بدرجہ ساتوں آسمان تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ گویا ایک بہت بڑی بشارت تھی۔ جو امت مسلمہ کو دی گئی (جس کے دروازے بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے بند کر لیتے ہیں حالانکہ) یہ ایک بہت بڑی بشارت ہے۔ جو ان الفاظ میں امت مسلمہ کو دی گئی ہے۔ لیکن آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ حقیقی معنوں میں مسلمان ہونے کے لئے محض بیعت کر لینا یا زبان سے اقرار کر لینا کافی ہوگا۔ بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے کے لئے جس رنگ میں اور جس طور پر میں نے قربانیاں پیش کرنے کا نمونہ قائم کیا ہے۔ اس رنگ میں تمہیں بھی قربانیاں دینی پڑیں گی تب تم اللہ تعالیٰ کے پیار کو اپنی قوت اور استعداد کے مطابق حاصل کر سکو گے ورنہ نہیں۔

تیسری بات جو پہلی آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کے طور پر بیان ہوئی ہے۔ وہ آپ کا نذیر ہونا ہے۔ آپ کی صفت کے مقابلہ میں امت مسلمہ پر صبح و شام

تسبیح کرنے کی ذمہ داری

ڈالی گئی ہے۔ تسبیح کے معنے ایک تو تنزیہ و تحمید کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر ایک قسم کے نقص، عیب اور کمزوری سے پاک سمجھنا۔ اس کے دوسرے معنے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے۔ مفرداتِ امام راغبؒ کی رو سے

"اَلْمَرُّ السَّرِيْعُ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيُجْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ فِعْلِ الْخَيْرِ"

گویا عبادۃ اللہ کی طرف تیزی سے دوڑ کر اور سرعت کے ساتھ جانا۔ اور خیر اور نیکی بجا لانا تسبیح کے معنوں میں شامل ہے۔ نذیر کی صفت میں ڈرانے کا ذکر ہے۔ یعنی بعض ایسے لوگوں کا ذکر ہے۔ جو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے یا اقوالِ شنیعہ کے نتیجہ میں یا منافقانہ اور کافرانہ باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا مرتکب بن جاتے ہیں۔ ان کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ جب تم پر خدا کا غضب بھڑکتا ہے۔ تو وہ ایسا سخت ہوتا ہے کہ انسان ایک لحظہ کیلئے بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں نذیر ہیں کہ آپ خدا کا غضب بھڑکنے سے پہلے تنبیہ کرتے ہیں۔ ہوشیار کرتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بنیادی صفت نذیر ہے۔ اس صفت کے مقابلہ میں مسلمانوں پر تسبیح کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اُن سے کہا گیا کہ وہ لوگ جو خدا سے دور جا پڑے ہیں۔ اور اپنی اس دوری پر تسلی یافتہ ہیں۔ ان کو جب ڈرایا جائے۔ اور تنبیہ کی جائے تو اس وقت تمہارا فرض یہ ہے کہ تم عبادات بجا لانے اور نیکی کے کام کرنے میں۔ پہلے سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ لگ جاؤ۔ اس لئے کہ جس وقت انذار ہوتا ہے۔ بعض کچھ لوگ بدیوں کی طرف جھکنے کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کے مورد

ٹھہرتے ہیں قولاً یا فعلاً اس وقت خدا کے مومن بندہ کے دل میں شیطان یہ وسوسہ بھی پیدا کر سکتا ہے کہ تو بہت کچھ ہے دیکھ! دوسروں پر خدا نے اپنا قہر نازل

کی مگر تجھ پر نازل نہیں کیا۔ چنانچہ اسی قسم کے شیطانی وسوسہ کے نتیجہ میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ جو خدا کا نیک بندہ تھا۔ اگر اسے ٹھوکر لگے تو بلعم باعور بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار اس کی نفرت اور غضب سے بدل جاتی ہے۔ اس لئے ایسے حالات میں ساتھ ہی مومن کو بھی انذار کر دیا۔ اور ہوشیار کر دیا کہ ایسے وقت میں تمہارے اندر کوئی فخر پیدا نہ ہو۔ بلکہ تمہارے اندر پہلے سے بھی زیادہ عاجزی اور انکسار ہو۔ تم اس جذبہ کو بیدار رکھنے کیلئے کثرت سے تسبیح کرو۔ خدا تعالیٰ کو پاک و مطہر قرار دو اور اس حقیقت کو جان لو اور اسے ہر وقت پیش نظر رکھو کہ حقیقی پاکیزگی صرف خدا کو حاصل ہے خدا کے علاوہ اس کی مخلوق میں سے یا انسانوں میں سے صرف وہی پاک ہے جسے خدا پاک کرتا ہے۔ اور جس کی پاکیزگی کا۔ اور جس کے تزکیہ کا اور جس کی تطہیر کا خود خدا اعلان فرماتا ہے۔ انسان اپنے زور بازو سے اپنے نفس کی طاقتوں کے بل بوتے پر پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتا۔

غرض خدا تعالیٰ سے دور ہو جانے والوں پر جب خدا کا غضب بھڑکے یا اُن کو تنبیہ کی جائے تو دیکھنا تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب کا جو مقام ہے کہیں شیطان کے ہاتھوں اسے چھینے جانے کا سامان نہ ہو جائے ایسے موقعہ پر تمہیں فوراً خدا تعالیٰ کی تسبیح میں لگ جانا چاہیئے۔ تمہیں خدا تعالیٰ کی تسبیح کی ڈھال کے پیچھے اپنے نفسوں کی حفاظت کرنی چاہیئے انذار کے موقعہ پر۔

تسبیح کا دوسرا پہلو

یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے دُور ہیں اور اس کے قرب اور پیار سے محروم ہیں ان کی بداعمالیوں میں سے کچھ اعمال خدا تعالیٰ کے مقربین کو دکھ پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اس واسطے خدا تعالیٰ انہیں (دشمنان اسلام کو) انذار کرتا ہے۔ کہ ایسے کاموں سے باز آجاؤ ورنہ قہری گرفت میں آجاؤ گے۔ گویا شیطان کا پہلا وار انسان کی رُوح پر ہے۔ اور دوسرا وار خدا کے بندوں سے نفرت اور دشمنی کو ہوا دینا ہے۔ یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے دور ہیں۔ وہ اس کے پیارے بندوں سے پیار نہیں کرتے بلکہ ان سے نفرت سے کام لیتے ہیں۔ وہ انہیں تنگ کرنے اور ہلاک کرنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی موقعوں پر اللہ تعالیٰ ان سے مثلاً یہ کہتا ہے:

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ

لیکن ہمیں یہ فرمایا کہ تم یہ نہ سمجھنے لگ جانا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اپنے سے پیار کرنے والوں سے دشمنی رکھنے والوں کو تنبیہہ کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے کچھ نہیں کرنا۔ کیونکہ ہم پر وار نہیں ہو سکتا۔ نہیں! تم پر دشمن کا اور شیطان کا بھی دوہرا وار ہو سکتا ہے۔ ایسے موقعہ پر تم نے خدا کی پناہ ڈھونڈنی ہے۔ اپنے علم پر بھروسہ نہیں کرنا تم نے اپنی جرأت پر تکیہ نہیں کرنا۔ کیونکہ تم خود اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں ہو۔ علم و فضل اور جرأت و بہادری خدا عطا فرماتا ہے۔ انسان صفات کو اپنے ماں باپ سے لے کر نہیں آتا یا اپنے خاندان اور قبیلے سے تو ان چیزوں کو حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ یہ

اللہ تعالیٰ کی دین اور عطا

ہے۔ اس لئے فرمایا کہ ایسے موقعہ پر اللہ کے سوا کسی اور چیز پر بھروسہ نہ کرو۔ خدا کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ صفات باری کے علم و عرفان میں ترقی کرتے رہنا اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہنا۔ یہ اعلان کرتے ہوئے کہ صرف خدا تعالیٰ ہی ہر کمزوری سے پاک اور ہر خوبی سے متصف ہے۔ خدا کا کوئی بندہ کبھی یہ نہیں کہتا کہ چونکہ مجھ میں کوئی کمزوری نہیں اس لئے دشمن خدا مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔ وہ تو یہی کہتا ہے کہ میں تو کلی طور پر کمزور ہی کمزور اور لاشئی محض ہوں۔ لیکن میں نے جس ہستی کا دامن پکڑا ہے وہ ہر کمزوری اور نقص سے پاک ہے۔ اسکی یہ بنیادی صفت ہے کہ وہ ہر کمزوری اور عیب سے مبرا ہے۔ میں اس قدوس ہستی کا دامن پکڑتا ہوں اور اسکی صفات کا واسطہ دے کر اس کے سامنے جھکتا اور کہتا ہوں کہ اے میرے قادر و توانا خدا ہم میں کوئی طاقت نہیں۔ نہ کوئی علم ہے نہ کوئی جتھہ ہے۔ اور نہ کوئی جرأت ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ ہے وہ تجھ سے پایا ہے۔ اور اس وقت تک رکھ سکتے ہیں جب تک تو چاہے۔ اور فیصلہ فرمائے۔ کہ ہم ان صفات سے متصف رہیں۔ ان صفات سے جنہیں تو پسند کرتا ہے۔ اور جن سے تو محبت کرتا ہے۔

غرض نذیر کی صفت کے مقابلہ پر تسبیح و تحمید کی ذمہ داری کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس بات سے ڈرتے رہنا کہ شیطان فخر کے جذبات نہ پیدا کر دے۔ دوسرے یہ کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنے زور بازو پر تکیہ نہ کرنا۔ اور ہمیشہ یہی سمجھتے رہنا ہے کہ ہم خدا کی مدد اور اس کے رحم کے بغیر اس کی محبت اور پیار کے بغیر قرب الٰہی کے مقام کو نہ اس دنیوی زندگی میں قائم رکھ سکتے ہیں اور نہ اس کے نتیجہ میں

اُخروی زندگی میں فلاح

پا سکتے ہیں۔ اس لئے ہر دو معنی میں اس کی طرف جھکنا۔ اور اس کی تسبیح میں مشغول ہو جانا ضروری ہے۔ خدا کو ہر عیب اور کمزوری سے پاک اور مقدس ٹھہراتے ہوئے۔ اور سب پاکیزگی اور تقدس اور تزکیہ کا سرچشمہ سمجھتے ہوئے تسبیح کرنی ہے۔ تاکہ بجائے اس کے کہ ہم اپنے نفس پر یا اپنے اعمال پر یا اپنے افعال پر یا اپنے علم پر یا اپنے تجربہ پر یا اپنے جتھہ پر یا اپنی دلیری پر بھروسہ کریں، ہم نے اس کی محبت اور اس کے پیار کو پہلے سے زیادہ جذب کرنے کیلئے نیک اعمال بجالانے ہیں، خیر اور نیکی کے کام کرنے ہیں اور بھی زیادہ سرعت دکھانی ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس میں "یار نہاں" میں نہاں ہو جانے کے راز مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس معنی میں فرمایا ہے

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

لندن مشن کی خبریں

★ — سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم جناب منیر الدین صاحب شمس شاہد مولوی فاضل کو انگلستان کے لئے مبلغ مقرر فرمایا ہے۔ اور آپ ۲ر جولائی کو لندن تشریف لے آئے ہیں۔ آپ محترم حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس (سابق امام مسجد لندن) کے صاحبزادے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کی یہ آمد مبارک کرے اور آپ کو نمایاں رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا کرے۔ آمین

★ — لندن مشن کی طرف سے مورخہ ۱ر جون کو معزز مہمانوں کی طرف سے جو حال میں انگلستان آئے ہیں، ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی۔ مہمانوں میں محترم مولانا قمر الدین صاحب فاضل مکرم کرنل عطاء اللہ صاحب نائب صدر فضل عمر فاؤنڈیشن اور مکرم رفیق صاحب آف ماریشس شامل تھے۔ محترم جناب بشیر احمد خاں صاحب رفیق امام مسجد لندن نے عشائیہ کے بعد سب مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ جس کے جواب میں انہوں نے بھی تقاریر کیں۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔

★ — مورخہ ۲۴ر جون کو لندن مشن کے زیر اہتمام سالانہ تقریری مقابلہ منعقد ہوا مکرم مبارک احمد صاحب ساقی (سیکرٹری) اور محمد رشید صاحب جاوید نے اس کے انتظامات کئے ۲۸ مقررین نے شرکت کی صدارت کے فرائض محترم جناب بشیر احمد خاں صاحب رفیق نے سرانجام دیئے انگریزی مقابلہ میں مکرم فرید احمد صاحب مکرم محمد الیاس خاں صاحب اور مکرم شاہد احمد خاں صاحب نے علی الترتیب اوّل، دوم، سوم انعامات حاصل کئے۔ حوصلہ افزائی کا انعام مکرم رحیم بخش صاحب کو دیا گیا۔ اُردو مقابلہ میں چوہدری محمد یعقوب صاحب کرائیڈن۔ نصیر الدین صاحب عبید اللہ اور منصور احمد صاحب علی الترتیب اوّل، دوم اور سوم رہے حوصلہ افزائی کا انعام مکرم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ کو دیا گیا۔ مکرم کرنل عطاء اللہ صاحب نے انعامات تقسیم کئے اور تقریری مقابلہ کے معیار پر خوشی کا اظہار کیا

★ — ماہ جون میں لندن مشن کی طرف سے مختلف وفود کی صورت میں آنے والے سینکڑوں باشندگان انگلستان تک پیغام احمدیت پہنچایا گیا۔

★ — ۱۷ر جون کو انگلستان کی احمدی جماعتوں نے دوسرا یوم تبلیغ منایا۔

دوسری قسط

دلائل اجرائے نبوت از روئے قرآن کریم

از مکرم عبدالباقی صاحب ایم - اے بی - ایل ایل - بی ایڈووکیٹ بھاگلپور (بہار)

(۴) :-

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ

(پارہ نمبر ۵ سورۃ النساء رکوع ۹/۴)

ترجمہ اور جو لوگ اللہ اور رسول کا کہنا مانتے ہیں وہ انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین ہونگے جن پر اللہ نے اپنا انعام فرمایا ہے۔ اور وہ اچھے رفیق ہیں۔

اس آیت کریمہ کے ترجمہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے گا۔ تو اللہ اسے ان انعامات سے نوازے گا۔ جس کا وعدہ اس نے فرمایا ہے۔ یہاں پر میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو رسول پر ایمان لانے کے بارے میں بتایا گیا ہے اس سے مراد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم کو ہی اتنی افضلیت حاصل ہے کہ ان پر ایمان لانے اور ان کی مکمل پیروی کرنے اور غلامی کرنے پر انعام نبوت تک ملنا ممکن ہے ورنہ ممکن نہیں جبکہ حضور صلعم سے قبل کے نبیوں پر ایمان اور انکی پیروی کرنے پر اس سے کم تر انعامات ہی ملتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ ؕ

(پارہ نمبر ۲۷ سورۃ حدید ع ۱۸/۲)

ترجمہ:- اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے تھے وہ اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں۔

اس طرح اس آیت سے ثابت ہو جاتا ہے کہ آنحضرت سے قبل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے سے اللہ تعالیٰ انہیں نبوت سے نہیں نوازا کرتا تھا۔ کیونکہ اس آیت کریمہ میں زمانہ ماضی ہے نہ کہ حضور صلعم کے بعد کا جیسا کہ زیر بحث دلیل والی آیت میں حضور صلعم پر خاص طور پر ایمان لانے سے ہی نبوت کے انعام کا ذکر ہے۔

چنانچہ ہم پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ایسا کیمیا بتایا ہے کہ آپ کے فرمانبردار انعام یافتہ زمرہ میں شامل ہو جایا کریں گے۔ یعنی نبیوں میں، صدیقوں میں، شہیدوں میں اور صالحین میں۔ جس کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ حضور صلعم کے بعد اس امت میں حضور کی پیروی اور غلامی میں حضرت ابوبکرؓ صدیق ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کہلائیں۔ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت حسنؓ و حسینؓ شہید ہوئے۔ اور آج بھی ہزاروں دین کے نام پر شہادت کا انعام پاتے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت مخدوم شاہ بہاری، حضرت نظام الدین اولیاء و دیگر اولیاء صالحین ہوئے۔ اور اب بھی بہت ہیں۔ اسی طرح حضور صلعم کی کامل پیروی اور غلامی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبوت تک کے انعام سے نوازے گئے۔ جس صورت میں کہ آیت کریمہ میں چار انعامات دیئے جانے کا ذکر ہے۔ کسی ایک انعام کو خواہ وہ نبوت کا ہی ہو بلا وجہ بند نہیں کر سکتے۔ آیت کریمہ صاف طور سے بتاتی ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے گا۔ اسے اوپر بتلائے گئے انعامات ملتے رہیں گے۔ اور اگر اب اس اُمت محمدیہ میں نبی صدیق شہید اور صالح نہیں ہو سکتے۔ تو پھر یہ اُمت خیر امت نہیں بلکہ شر اُمت ہو گی۔ لیکن چونکہ یہ اُمت محمدیہ ایک خیر امت ہے اس لئے اب گذشتہ زمانوں میں گزشتہ نبیوں پر ایمان لانے والے کی طرح صرف صالح، شہید اور صدیق ہی نہیں بلکہ آئندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ان تین درجوں کے علاوہ مقام نبوت کو بھی حاصل کریں گے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فیض رسانی آپ کو تمام نبیوں پر فضیلت ملنے کی ایک واضح دلیل ہے

البتہ یہ مد نظر رہے کہ آئندہ نبوت تو کجا صدیق شہید اور صالح بننے کے لئے بھی آپ کی پیروی کی ضرورت ہے .... چاروں درجے آج بھی مل سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا غلام ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ انتخاب اس کو کسی درجے کے لئے چن لے۔

اس موقعہ پر آیت کریمہ میں مذکور لفظ "مع" میں غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے۔ اور مع کے معنی ساتھ لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں پر لفظ مع کے معنی ساتھ کے نہیں ہیں۔ اگر ہم یہاں پر مع کے معنی ساتھ کے لیتے ہیں اور بقول علماء امت محمدیہ میں سے نبی تو نہیں ہوں گے ہاں نبیوں کے ساتھ ہوں گے تو یہی عبارت باقی کے تین انعامات کے لئے بھی لگے گی اس طرح حضرت ابو بکر بھی صدیق نہ ہوسکے بلکہ صرف صدیقوں کے ساتھ ہوئے حضرت عمرؓ حسنؓ و حسینؓ شہید نہیں کہلا سکتے بلکہ شہداء کے ساتھ ہوئے۔ بزرگان دین خود صالح نہیں ہوئے بلکہ صالحین کے ساتھ ہوئے۔ لیکن کون ہے؟ جو انکی صدیقیت شہادت اور صالحیت سے انکار کرے پس یہ ساری خرابی مع کے صحیح معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں پر لفظ مع کا استعمال من کے معنی میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر مع بمعنی مِنْ آیا ہے۔ مثلاً ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ

(پارہ ۴ سورۃ آل عمران رکوع ۱۱/۲۰)

ترجمہ:- ہمیں نیک بنا کر موت دے

اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ یعنی جس دن نیک لوگ مریں ان کے ساتھ ہی وفات دے بلکہ یہاں پر مع سے مراد ہے کہ نیک بنا کر موت دے۔

(۲) قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ؕ

(پارہ ۱۴ سورہ حجر ع ۳/۳)

ترجمہ:- اللہ نے فرمایا ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ یہاں پر لفظ مع سے مراد من ہے کیونکہ خود ابلیس نے سجدہ نہیں کیا تھا۔

(۵) :-

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؁

(پارہ نمبر ۸ سورۃ اعراف ع ۱۱/۴)

ترجمہ:- اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس تمہاری جنس کے پیغمبر آئیں اور تم سے میرے احکام بیان کریں۔ تو جو لوگ پرہیزگاری کریں گے اور نیک کام کریں گے ان کو نہ کچھ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے۔

اب چونکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ ہم سب اولاد آدمؑ ہیں جیسا کہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں حضور کے بعد کے لوگوں کو اولاد آدم کہا گیا ہے تو پھر اس آیت کریمہ سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ جب تک اولاد آدمؑ دنیا میں موجود رہے گی۔ ان کی بہتری کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول آتے رہیں گے۔

(۶) :-

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ

(پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ ع ۱۵/۱۵)

ترجمہ:- اور جب ابراھیمؑ کو اُن کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمائش کی تو انہوں نے اُن باتوں کو پورا کر دیا۔ اللہ نے فرمایا میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں (ابراہیمؑ نے کہا۔ اور میری اولاد میں سے اللہ نے فرمایا میری نبوت ظالموں کو نہیں ملے گی۔

اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے ایسا پتہ چلتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو حضور صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہی کرنا تھا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کے سوال کے جواب میں "میری نبوت ظالموں کو نہیں ملے گی کے بجائے (نعوذ باللہ) یہ فرمانا چاہیئے تھا "نہیں پہنچے گا میرا وعدہ کسی کو بھی محمد کے بعد" لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میرا وعدہ صرف ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ گویا اب اس نعمت کا انقطاع اسی صورت میں ہو سکے گا جبکہ ابراھیم علیہ السلام کے پیرو یعنی ہم لوگ نالائق نااہل اور ظالم ہو جائیں۔ ورنہ نہیں۔ چنانچہ یہ بات ہے بھی درست قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ (رعد)

ترجمہ:- اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا تا وقتیکہ وہ اپنی اندرونی حالت کو نہ بدل دیں دوسری جگہ فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ

(پارہ نمبر ۱۰ سورت انفال ع ۳/۵)

ترجمہ:- اللہ ہرگز اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو عنایت کر دیتا ہے۔ تا وقتیکہ وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔

پس اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اب اُمت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں آسکتے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اب یہ اُمت خیر امت کے بجائے شر امت ہو گئی۔ اور ایسی ظالم نالائق نااہل ہو چکی ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی نعمت نبوت سے منہ موڑ لیا ہے اور اپنی رسالت کے دروازے اس پر بند کر دیئے ہیں۔

(۷) :-

(۷) وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا۔

(پارہ ۲۴ سورہ مومن رکوع ۴)

ترجمہ اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف نشانیاں لے کر آئے تھے۔ تو جس چیز کو وہ لے کر آئے تھے۔ اسکی طرف سے تم باربار شک میں پڑتے رہے۔ یہانتک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے کہا اُن کے بعد اللہ کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک تاریخی واقعہ بیان فرمایا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی وفات پر لوگوں نے یہی کہا تھا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو گمراہ "مسرف مرتاب" کہا ہے۔ مگر اس کے برعکس ہم پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے انبیاء بھیجے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ان کے عقیدہ کو غلط قرار دیا۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آج کل کے لوگوں کی طرح کا عقیدہ پہلے بھی لوگوں میں رائج رہ چکا ہے۔ اور اسی عقیدہ کو اب بھی دہرایا جا رہا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس عقیدہ کو دہرانے کی وجہ کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں [illegible] کے ساتھ پیش آنے والی باتوں کو [illegible] پیشگوئی کے طور پر یوں فرماتا ہے

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ

(پارہ ۲۴ سورہ حٰم سجدہ ع ۵)

ترجمہ تم سے بھی وہی کہا جاتا ہے جو تم سے پہلے اور پیغمبروں سے کہا گیا۔

اتنا ہی نہیں "مسلم الثبوت" جو مسلمانوں کے عقائد کی کتاب ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجمعت الیہود علی ان لا نبی بعد موسیٰ (شرح مسلم الثبوت صفحہ ۳۹۹)

یعنی یہود اس بات پر متفق تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا اور عیسائیوں کو ہم جانتے ہی ہیں کہ وہ بھی حضرت مسیح کے بعد کسی نبی کی آمد کے قائل نہیں۔ اور اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض مسلمان بھی بدقسمتی سے اسی غلطی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں۔ حالانکہ جو عقیدہ پہلے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی عدالت سے خارج ہو چکا ہے۔ اب چوتھی مرتبہ اس کی کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ڈنکے کی چوٹ سے اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت اور برکت جس کا نام نبوت ہے۔ بند نہیں ہوگی بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہمیشہ جاری رہے گی۔

(۸) آٹھویں نمبر پر سورہ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا ہے یعنی

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

(سورۃ فاتحہ ع ۱)

ترجمہ:۔ ہم کو سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا ہے۔

اب جہاں تک اس آیت کریمہ کی تشریح کا سوال ہے۔ اس میں ہم پاتے ہیں کہ جب سیدھے راستے پر چلنے کی دعا اللہ تعالیٰ نے سکھائی تو اس میں اس امر کو بھی شامل کیا کہ وہ راستہ ان لوگوں کا ہو جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ یعنی معمولی راستہ نہ ہو بلکہ اعلیٰ اور ترقی یافتہ ارواح کا راستہ ہو۔

یہ کیا شاندار مقصد ہے جو ہر مسلمان کے سامنے اسلام نے رکھا ہے کہ اسے نیکیوں اور اچھی چیزوں کی خواہش نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ انعام یافتہ لوگوں کی جماعت میں شامل ہونا چاہیئے

الذین "صراط الذین انعمت علیہم" کے الفاظ نے "اہدنا الصراط المستقیم" سے مل کر معنوں میں بہت وسعت پیدا کر دی ہے ان الفاظ نے ایک مسلمان کا مقصد یہ نہیں قرار دیا کہ وہ مقاصد عالیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرے اور درخواست کرے کہ ہدایت کے راستے ہی مجھے دکھا اور منعم علیہ گروہ میں مجھے شامل نہ کر بلکہ ہدایت کے وہ طریقے اور تعلیمیں اور عرفان کی راہیں بھی مجھے سکھا جو منعم علیہ گروہ پر اس سے پہلے ظاہر کئے جا چکے ہیں۔ یہ اعلیٰ امیدیں پیدا کر کے قرآن کریم نے امت محمدیہ پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اس طرح اس آیت میں مسلمانوں کے لئے جو انعامات مقرر ہیں ان کا ذکر ہے۔ اور وہی سورہ فاتحہ والے الفاظ ہیں یعنی صراط مستقیم دکھانا اور صراط مستقیم بھی ان کا جو منعم علیہ گروہ کا تھا۔ اور اسکی تفصیل سورۃ نساء میں نبی، صدیق، شہید، صالح ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کو سورۃ فاتحہ میں جن اعلیٰ انعامات کے طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دینی لحاظ سے اس سے مراد اعلیٰ روحانی مقامات ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ سب کے سب مسلمانوں کو مل سکتے ہیں ان میں نبوت بھی ایک ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ کی امت کے لئے دوسرے انعامات کے علاوہ نبوت کے دروازے بھی کھلے ہیں۔

(۹):۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(پارہ ۷ سورۃ انعام ع ۵)

ترجمہ:۔ اور ہم تو پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ خوشخبری سنائیں اور ڈرائیں پس جنہوں نے مان لیا اور حالت درست کر لی۔ ان کا نہ کچھ خوف ہو گا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت کریمہ سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول دنیا میں لوگوں کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اب ان دو باتوں کی ضرورت نہیں رہی۔ اب نہ خوشخبری کی ضرورت ہے اور نہ انذار کی۔ درانحالیکہ زمانہ خود انکی ضرورت کو محسوس کر رہا ہے۔

(۱۰):۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

(پارہ ۶ سورۃ المائدہ)

ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارا دین بننے کیلئے میں نے اسلام کو پسند کیا

اس آیت کریمہ کا استعمال اکثر علماء اپنی تائید میں کرتے ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے اور علماء دین کی تفاسیر کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا جائے۔ تو اس آیت کریمہ سے "اجرائے نبوت" واضح طور پر ثابت ہوتی ہے

جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ اس آیت کا ترجمہ ہے کہ آج کے دن ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ گویا قرآن شریف کو مکمل شریعت قرار دیا ہے اب یہ نکتہ شریعت کا کام دنیا میں انسان کا خدا کے ساتھ تعلق قائم کرانا ہوتا ہے۔ اس لئے جسقدر شریعت ناقص ہو گی اسی قدر وہ خدا کے ساتھ انسان کا ناقص تعلق قائم کرائے گی۔ اور جتنی وہ کامل ہو گی اتنا ہی خدا کے ساتھ ہمارا تعلق بھی کامل پیدا کریگی۔ اور سب سے کامل تعلق جو ایک انسان کا خدا کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ وہ نبوت ہی ہے۔ اب اگر کہیئے کہ قرآن مجید ایک انسان کو نبوت کے مقام پر نہیں پہنچا سکتا تو دوسرے لفظوں میں یہ ماننا پڑیگا قرآن مجید نعوذ باللہ کامل نہیں بلکہ ناقص شریعت ہے اور یہ باطل ہے اور جو امر مستلزم باطل ہو وہ بھی باطل ہے۔ لہٰذا یہ غلط خیال ہے کہ قرآن کریم نبوت کے مقام تک نہیں پہنچا سکتا۔

جہاں تک نعمت کے تمام ہونے کا سوال ہے تو اس کے معنی ہرگز وہ نہیں جو عام علماء سمجھتے ہیں اور سمجھاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہی اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ جو سورہ یوسف کی اس آیت کریمہ سے ہو جاتی ہے

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

(پارہ [illegible] سورۃ یوسف رکوع ۱)

ترجمہ:۔

اور تم پر اور اولاد یعقوب پر اپنا احسان پورا کرے گا۔ جیسے اس سے پہلے تمہارے دونوں دادا ابراہیم و اسحاق پر پورا کیا۔

اب دیکھیں اس جگہ اتمام نعمت سے مراد منصب نبوت پر فائز کرنا ہے نہ کہ نبوت سے محروم کر دینا۔

(۱۱):۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔

(پارہ ۱۸ سورۃ مومنون ع ۳)

ترجمہ اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو

اس آیت کریمہ کے ترجمہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت زمانہ ماضی کے بجائے زمانہ حال پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت صرف رسول کہا جا سکتا تھا یا یہا الرسل نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس طرح رُسُل کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام رسول اس کے مخاطب ہیں۔

(باقی آئندہ)

درخواست دُعا

خاکسار کی ہمشیرہ ماجدہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلی بچی کے بعد نرینہ اولاد سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام "طاہر احمد" رکھا گیا ہے

تمام بزرگان سلسلہ سے نومولود کی صحت و سلامتی اور خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کیلئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار عبد الرشید ضیاء مبلغ جماعت احمدیہ مظفرپور (بہار)

منقولات

حضرت عیسیٰؑ ۲۹ ستمبر کو پیدا ہوئے تھے

کمپیوٹر کی مدد سے تاریخ پیدائش کا پتہ چلا لیا گیا

لندن (نمائندہ جنگ) ایسٹر کے موقع پر اس امر کا انکشاف کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا ستارہ لبرا (تلا) ہے۔ برطانیہ کے نجومیوں کی فیڈریشن کے صدر جان نیلر نے یہ انکشاف کمپیوٹر کی مدد سے کیا ہے۔ تاریخی پس منظر اور انجیل کے حوالوں کے ذریعہ کمپیوٹر نے یہ انکشاف کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سنیچر کو ۲۹ ستمبر کی صبح پانچ بجکر ۲۵ منٹ پر پیدا ہوئے تھے اور اب تک ان کی پیدائش کا جو سن مشہور ہے ان کی پیدائش اس سے سات سال پہلے ہوئی تھی۔ کمپیوٹر کے انکشاف کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کا ستارہ لبرا ہے۔ اور اگر وہ آج دنیا میں ہوتے تو وہ یا تو یونیورسٹی پروفیسر یا ماہر نفسیات ہوتے"۔ (روزنامہ جنگ لندن ۲۰ اپریل ۱۹۷۳ء)

الفرقان۔ یہ انکشاف قرآنی آیت وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (مریم) کی تصدیق اور مستشرقین کے اعتراض کی واضح تردید ہے"۔

(ماہنامہ الفرقان ربوہ بابت ماہ مئی ۱۹۷۳ء)

ہالینڈ میں مسلمان

اِمپیکٹ (IMPACT) لندن ۱۲ جون کی اطلاع ہے کہ ہالینڈ کے بہت بڑے شہر ایمسٹرڈم کی مسلم آبادی حسب ذیل ہے:-

انڈونیشی	مسلمان	۲۰ ہزار	(یا ۳۰ ہزار)
ترک	"	۱۶ ہزار	
مراکش	"	۱۲ ہزار	

اور ہندوستان و پاکستان کے مسلمان بھی کوئی پانسو کے لگ بھگ ہوں گے۔ یہ ۵۲-۵۰ ہزار سے کم نہیں۔ اور مسجد ایک بھی نہیں۔ ایک مسجد جو کہی جاتی ہے وہ احمدیوں کا ہے اور ان لئے عام مسلمانوں کی مسجد کے حکم ہی میں نہیں۔۔

(صدق جدید ۲۲ جون ۱۳ء ص۲)

بدر اَلْعَظَمَةُ لِلّٰهِ!! یقین نہیں ہوتا کہ یہ شذرہ بھی مولانا صاحب کا تحریر فرمودہ ہو ورنہ مولانا دریابادی صاحب تو صاحب طرز ہونے کے ساتھ ساتھ محتاط نگاری میں ممتاز رہے ہیں۔ یہ کیا اب وہ بھی اکثریت کے دھارے میں بہنے لگے۔!! العجب۔

۵۲ ہزار کی مسلم آبادی میں ایک عالیشان مسجد بنا دینا، جہاں احمدیوں کا امتیازی کارنامہ ہے۔ وہاں دوسرے اسلامی ملکوں بلکہ دیگر اسلامی فرقوں کے لئے ایک زبردست تازیانہ بھی۔ لیکن گروہی امتیازات سے بالاتر رہ کر جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر کردہ مساجد کے وسیع دائرہ کو شذرہ نویس کی ایک ہی جنبش قلم نے مسجد ہالینڈ کو "عام مسلمانوں" سے الگ بنا دیا!! ذرا انکا لیکہ احمدیوں نے دنیا کے جس کسی خطہ میں خانہ خدا کی تعمیر کی سعادت پائی اس میں ارشاد ربانی وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ میں مذکور نہایت درجہ وسیع دائرہ کا اعلان کیا۔ اور برخلاف بعض سربرے نام نہاد مسلمانوں کے جو احمدیوں کو "اپنی" مساجد میں نماز پڑھنے سے روکنے کو خدمت اسلام گردانتے ہیں۔ کسی جگہ اور کسی بھی فرقہ کے مسلمان کو احمدیوں کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز ادا کرنے سے منع نہیں کیا۔ اور یہ تو ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ایسے تمام بیرونی ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ کو خانہ خدا تعمیر کرنے کی سعادت ملی وہاں احمدیوں کے علاوہ سینکڑوں دوسرے مسلمان نماز جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں بالعموم اور دیگر نمازوں کے لئے وقتاً فوقتاً اپنی فرصت اور توفیق کے مطابق احمدیہ مساجد میں حاضر ہو کر خوشی محسوس کرتے ہیں کہ احمدیوں کی طرف سے ایسے مادی ماحول میں خانہ خدا کی تعمیر کو ایک بہت بڑی دینی خدمت کا اعتراف کرتے ہیں۔!!

پاکستان کی علمی سربراہی

پاکستان کا بھرم علمی اور سائنسی دنیا میں جو دو شخصیتیں قائم کئے ہوئے ہیں اُن میں ایک سر ظفر اللہ خاں (بین الاقوامی قانون اور آئین میں) ہیں اور دوسرے ڈاکٹر عبدالسلام ہیں (سائنسی اور طبعیاتی دنیا میں) ان دو میں سے ڈاکٹر عبدالسلام نے جو لندن کے امپیریل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں نظری طبعیات کے استاد عرصہ سے ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں اقبال میموریل لیکچرز کے سلسلہ میں ایک فنی لیکچر ریڈیو پاکستان سے دیا وہ اضافہ کے بعد چھپ بھی گیا ہے۔ کہنے کی بات یہ ہے کہ لیکچر کے خاتمہ پر جہاں انہوں نے کائناتی قوتوں کو طبعیاتی، برقی، تجاذبی وغیرہ کو پیش کیا ہے اور ہر ایک کائناتی قوت کا تجزیہ کر کے سائنسدان کے انتہائی تحیر کو دکھایا ہے وہیں قرآن مجید کی ان دو آیتوں کی بعینہٖ تلاوت کی ہے۔

مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ۔ (سورۃ الملک)

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ——— (سورۃ الملک)

تو خدائے رحمان کی صنعت میں کوئی کھوٹ کسر نہ دیکھے گا اور تو پھر نگاہ ڈال لے کہیں کوئی خلل تجھ کو نظر آتا ہے۔ پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھو نگاہ ہی آخر ذلیل اور ماندہ تیری طرف لوٹ آئے گی۔

اور دکھایا ہے کہ سائنسدان کا خلاصۃ الالفاظ بھی یہی ہوتا ہے۔

اور شاید پہلی بار ہے کہ ایک خالص فنی لیکچر میں قرآن مجید سے یوں استناد و استشہاد کیا گیا ہے۔

(صدق جدید ۲۲ جون ۱۳ء ص۲)

سالانہ احمدیہ کانفرنس اُتر پردیش

مورخہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۹۷۳ء بروز ہفتہ و اتوار

جملہ جماعتہائے احمدیہ اُتر پردیش کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال احمدیہ کانفرنس اُتر پردیش اپنی روایتی امتیازی شان کے ساتھ تلک ہال میسٹن روڈ کانپور میں مورخہ ۲۸، ۲۹ جولائی ۱۹۷۳ء بروز ہفتہ اتوار منعقد ہو رہی ہے جس میں سلسلہ کے علماء کے علاوہ دیگر ادیان کے بہترین مقررین بھی حصہ لیں گے۔ تمام احباب سے استدعا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر استفادہ کریں اور کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔ فقط والسلام حمید اللہ افغانی سیکرٹری اُتر پردیش تاج ولچ ہاؤس۔ بازار نخاسہ سہارنپور۔ یو۔ پی۔

سالانہ احمدیہ کانفرنس کشمیر

مورخہ ۱۸-۱۹ اگست ۱۹۷۳ء بمقام سری نگر

جملہ جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال آل احمدیہ سالانہ کانفرنس کشمیر مورخہ ۱۸ اور ۱۹ اگست بروز ہفتہ اتوار احاطہ مسجد احمدیہ سری نگر متصل جی۔ آئی۔ پی آفس سری نگر میں منعقد ہو رہی ہے۔ سرینگر کانفرنس کے بعد لوکل اجلاسات ہوں گے۔ آنیوالے حضرات سے التماس ہے کہ وہ پہنچنے سے پہلے اپنی آمد کی اطلاع دیں۔ موسم کے مطابق اپنا بستر اپنے ہمراہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ فقط والسلام

غلام نبی نیاز خادم سلسلہ مسجد احمدیہ نزد جی۔ آئی۔ پی آفس سری نگر (کشمیر)

درخواست دعا خاکسار کے دو لڑکے بی۔ ایم۔ ایس اور میٹرک میں کامیاب ہوئے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے۔ اس خوشی میں دس روپے اعانت بدر اور دس روپے "درویش فنڈ" میں ادا کئے ہیں۔

محمد عمر تیماپوری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نزیل تیماپور۔

رپورٹ ہائے ہفتہ قرآن

(۱) جماعت احمدیہ کٹک

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہفتہ قرآن مجید ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ہدایت کے ماتحت مورخہ ۸ رو فا تا ۱۴ رو فا ۱۳۵۲ ہش روزانہ جماعت احمدیہ کٹک کے انصار و خدام کے زیر اہتمام منایا جاتا رہا۔ مورخہ ۸/۷ بروز اتوار بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد کٹک میں زیر صدارت مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب صدر جماعت احمدیہ کٹک ہفتہ قرآن مجید کا پہلا اجلاس شروع ہوا جس میں تلاوت قرآن مجید مکرم مولوی سید احمد رضی اللہ صاحب نے کی اور عزیزم سید ابو المنصب نے نظم ترنم سے خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں پہلی تقریر زیر عنوان "والدین کی اطاعت و احترام از روئے قرآن مجید" مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نے کی۔ اس کے بعد ایک اڑیہ نظم عزیزم سید ابو محمد صدیق احمد نے خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔

دوسری تقریر مکرم مولوی سید محمود احمد صاحب مبشر قائد مجلس خدام الاحمدیہ کٹک نے "قرآن مجید کی برکات" کے موضوع پر کی۔

تیسری تقریر خاکسار کی فضائل قرآن [illegible] موضوع پر ہوئی۔ اس کے بعد [illegible] صاحب نے درثمین سے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ آخر میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب نے جماعت کو اس مبارک اور بابرکت جلسہ میں ہر روز حاضر ہونے کی پرزور تاکید کی۔ اور بعد دعا بخیر و خوبی جلسہ برخاست ہوا۔

۹/۷ بروز سوموار مکرم مولوی غلام [illegible] صاحب پوسٹ ماسٹر کی خواہش پر ان کی جائے [illegible] بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید [illegible] کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی سید [illegible] احمد شاہ [illegible] بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی کی ہوئی۔ انہوں نے [illegible] قرآن اور اس کے احکام کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب نے کی [illegible] نے پہلے روز [illegible] احترام کے

موضوع پر کی تھی اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ تیسری تقریر خاکسار کی ہوئی جس میں خاکسار نے تقویٰ کے حصول کے ذرائع پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صاحب صدر نے کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے چند صفحات پڑھ کر سنائے۔ اور طے پایا کہ ہر اجلاس میں اس کتاب کے چند صفحات ضرور پڑھے جایا کریں۔

مورخہ ۱۰/۷ بروز منگل بعد نماز مغرب مکرم مولوی سید احمد رضی اللہ صاحب اور مکرم مولوی سید محمود احمد صاحب مبشر کی درخواست پر ان کی جائے رہائش عالم بند بازار میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید جو یہاں پہنچے ہوئے تھے منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم سید رشید احمد صاحب شمشاد نے "فضائل قرآن مجید" کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی انصار الحق خان صاحب نے "قرآن مجید دائمی شریعت ہے" کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر خاکسار نے "قرآن کریم کی اطاعت و اتباع" کے موضوع پر کی۔

آخر میں صدر جلسہ مکرم مولوی محمد شفیع صاحب عابد نے روزانہ قرآن مجید تلاوت کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

مورخہ ۱۱/۷ بروز بدھ بعد نماز مغرب مکرم مولوی عبد الرب صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار کو آپریٹو سوسائیٹیز کی درخواست پر ان کے جائے قیام سیداتی باغیچہ میں زیر صدارت مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی سید فضل جلیل صاحب ایم۔ اے نے "قرآن کریم مکمل شریعت ہے" کے موضوع پر کی۔

دوسری تقریر مکرم مولوی محمد شفیع صاحب عابد نے "حفاظت قرآن کریم" کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر خاکسار نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قرآن مجید کے حقائق و معارف" کے عنوان پر کی۔ آخر میں صاحب صدر نے کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے چند اوراق پڑھ کر سنائے۔

مورخہ ۱۲/۷ بروز جمعرات بعد نماز مغرب دار التبلیغ کٹک میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد شفیع صاحب عابد منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر زیر عنوان "اتباع سنت از روئے قرآن مجید" خاکسار کی ہوئی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی عبد الرب صاحب کی "قرآن مجید ہماری نجات کا ذریعہ ہے" کے موضوع پر ہوئی۔ تیسری تقریر مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب نے "اتفاق و اتحاد" کے موضوع پر کی۔ آخر میں مکرم صاحب صدر نے نصیحت کرتے ہوئے قرآن مجید کے مطالعہ پر زور دیا اور نماز باجماعت کی تاکید کی۔

۱۳/۷ بروز جمعہ بعد نماز مغرب بمقام احمدیہ مسلم مشن کٹک زیر صدارت مکرم مولوی شیخ عزیز الدین صاحب فاضل منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی محمد شفیع صاحب عابد کی۔ جس میں "منافق کی نشانی از روئے قرآن کریم" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر خاکسار کی ہوئی جس میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب صدر جماعت نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فتنہ و فساد سے الگ رہنے کی تلقین کی اور کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے چند صفحات پڑھ کر سنائے۔ آخر میں صاحب صدر نے "واعتصموا بحبل اللّٰہ" کے موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

مورخہ ۱۴/۷ بروز ہفتہ مولانا شیخ عزیز الدین صاحب فاضل کی خواہش پر ان کے مکان پر بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر خاکسار کی ہوئی جس کا عنوان تھا "قرآن کریم صرف نیکی کا حکم نہیں دیتا بلکہ نیکی میں سبقت کا حکم دیتا ہے"۔ دوسری تقریر مکرم مولوی بشیر الدین خان صاحب آف تارا کوٹ کی ہوئی جس میں انہوں نے اپنے تیار کردہ اشعار کی تشریح کرتے ہوئے لوگوں کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں صدارتی تقریر ہوئی۔ اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

مورخہ ۱۵/۷ بروز اتوار بعد نماز عصر اجلاس کی کارروائی زیر صدارت مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب شروع کی گئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی شیخ عزیز الدین صاحب فاضل کی پہلی تقریر ہوئی۔ جس کا عنوان تھا "قرآن مجید خدا کا کلام ہے"۔ دوسری تقریر مکرم مولوی سید غلام حیدری صاحب امیر مبلغ سلسلہ جو یہاں آئے ہوئے تھے۔ کی ہوئی۔ مولوی صاحب موصوف نے سورو میں ایک دیوبندی فاضل کی بیعت کے ایمان افروز واقعات سنائے جنکو احمدیت قبول کرنے کی بنا پر مخالفین نے مار مار کر بیہوش کر دیا تھا اور مسجد کو گھسیٹ کر لے گئے تھے لیکن انہوں نے مرنا قبول کیا مگر حق و صداقت احمدیت کو نہ چھوڑا۔ جماعت احمدیہ سورو میں مخالفت زوروں پر ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں تا مولا کریم مزید ترقی کی راہ کھول دے۔ آمین۔

تیسری تقریر خاکسار کی ہوئی جس کا عنوان تھا "انسان نے اس امانت کو اٹھایا جس کو آسمان زمین اور پہاڑ نہ اٹھا سکے"۔ چوتھی تقریر مکرم مولوی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید کی "تحریک جدید کی اہمیت" کے موضوع پر ہوئی۔ آخر میں صدر صاحب مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب نے اس روحانی اور پرلطف اجلاس پر مختصر تبصرہ ڈالتے ہوئے افراد جماعت سے اپیل کی کہ وہ جس قدر قرآن مجید کے حقائق و معارف سن چکے ہیں ان کو اپنانے کی کوشش کریں۔ اور آپس میں اتفاق و اتحاد و یکجہتی پیدا کریں۔ اور مقررین و سامعین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد خاکسار نے دعا کی۔ اور یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار سید محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ کٹک

جماعت احمدیہ شیموگہ

مرکزی ہدایات کے مطابق جماعت احمدیہ شیموگہ نے ہفتہ قرآن کریم منانے کیلئے ہر روز گھروں میں درس کا پروگرام ترتیب دیا مگر کثرت بارش کی وجہ سے صرف تین روز تک پروگرام کو مکمل کر سکے جو مندرجہ ذیل ہے:

مورخہ ۱۳/۷ بروز جمعہ ۷ بجے شام مکرم سید مدار صاحب صدر جماعت احمدیہ شیموگہ کے گھر پر پروگرام شروع ہوا۔ سب سے پہلے خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت کو بیان کرتے ہوئے قرآن کریم کی فضیلت بیان کی۔ بعدہٗ مکرم سعید احمد صاحب نے "قرآن کریم ایک نعمت عظمیٰ ہے" حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ دعا کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔

۱۴/۷ بروز ہفتہ مکرم میر عبد الجلیل صاحب مرحوم کے گھر پر ۹ بجے رات پروگرام شروع ہوا۔ سب سے پہلے خاکسار نے "سچی نبوت کو پہچاننے کے قرآنی اصول" پر درس دیا۔ بعدہٗ مکرم مظفر محمود صاحب نے "تعدد ازدواج" پر مضمون سنایا۔

۱۵/۷ بروز اتوار مکرم عبد الرزاق صاحب احمدی کے گھر پر ۹ بجے رات پروگرام شروع ہوا۔ سب سے پہلے خاکسار نے قرآن کریم پہلا ۲۲، ۲۳ - "منافق کی علامات" پر درس دیا۔ بعدہٗ مکرم شیخ محمود صاحب نے "حقوق والدین" اور مکرم مسعود احمد صاحب نے "قرآن کریم کی برکات" مضامین پڑھ کر سنائے۔ بعد دعا یہ بابرکت مجلس

لنڈن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دینی مصروفیات

(بقیہ صفحہ اول)

اس نقطہ پر ادر گورد کو دی جا رہی شہرت کے وجوہات کے متعلق زور دیئے جانے پر حضور نے پریس رپورٹر سے گورد کو دی جا رہی شہرت کا تجزیہ کرنے کے لئے فرمایا۔ رپورٹر نے جواب دیا "یہ کہ وہ کچھ نہیں ہیں جو ان کے متعلق کہا جاتا ہے اور ان کی ذات کے ساتھ بہت سی مالی بنیادیں وابستہ ہیں۔

بعد ازاں حضور نے رائے ظاہر فرمائی "اگر ہمیں اس دنیا میں زندہ رہنا ہے۔ تو ہمیں متحد ہونا ضروری ہے اس اتحاد کو بہت مضبوط بنیاد پر ہونا چاہیئے۔ اگر بڑی نسل موجودہ انسانی مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہو گئیں تو اس کی ذمہ داری آنے والی نسلوں پر پڑے گی جنہیں ان کا مقابلہ اور حل کرنا ضروری ہوگا۔" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تعلیم کا سب سے اعلیٰ ادارہ وہ ہے مشاہدہ کی طاقت اور عادت پیدا کرنا۔ اس پر عمل کرنا اور اپنا فیصلہ خود کرنا۔ یہ تعلیم اس بات کی ضامن ہے کہ کسی کو دوسرے کی رائے پر انحصار نہیں کرنا پڑے گا

گیمبیا کے ہائی کمشنر سے گفتگو گیمبیا کے ہائی کمشنر کے ساتھ مختصر گفتگو میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نصرت جہاں سکیم کے تحت ہو رہی عظیم الشان ترقیات کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ گیمبیا میں اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم چلانے کی رہنمائی فرمائی۔ آپ نے اس خطہ میں ہو رہی موسمی تبدیلی پر تشویش کا اظہار فرمایا جس کے نتیجہ میں سبزہ ویرانی میں تبدیل ہو رہا ہے۔

تصاویر

اخباری فوٹوگرافروں کے لئے تیار ہوتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ لنڈن میں حجاموں کی بہت کمی ہے اس پر بڑا قہقہہ بلند ہوا۔

استقبال

اس کے بعد حضور مسجد لنڈن میں تشریف لے گئے جہاں برطانیہ کے مختلف حصوں اور دیگر ممالک سے آئے ہوئے سات سو سے زائد احباب جماعت حضور کی زیارت کے لئے جمع تھے۔ کیمرے اور مووی کیمرے حرکت میں آ گئے اور احباب جماعت السلام علیکم کہتے ہوئے حضور کے سامنے سے گذرتے گئے۔ اپنے مختصر خطاب میں حضور نے فرمایا کہ ہیٹ سٹروک کے اثرات اور لمبے سفر کی وجہ سے وہ حد درجہ تھکان محسوس فرماتے ہیں لہذا معذرت فرمائی کہ اس وقت احباب سے مصافحہ فرمانے سے قاصر ہیں۔ نیز وعدہ فرمایا کہ اگلے روز یعنی ۱۵ کو احباب کو شرف ملاقات بخشیں گے۔

حضور نے ناصرات کی ایک ممبر سے استقبالیہ نظم سنی۔ اس کے بعد اپنی صحت کے متعلق دوبارہ بیان فرماتے ہوئے حضور نے مستورات کو السلام علیکم کہا اور کچھ آرام کی غرض سے مشن ہاؤس کے فلیٹ میں تشریف لے گئے۔ مستورات نے حضور کی بیگم صاحبہ سے ملاقات کی۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا ہے حضور تکان کی وجہ سے باجماعت نمازیں نہ پڑھا سکے۔

بعد میں شام کو حضور نے امام صاحب مشن لنڈن و زیورچ و دیگر مبلغین اور سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سے مختصر تبادلہ خیالات فرمایا۔ حضور کی جسمانی صحت اچھی معلوم ہوتی تھی۔ اور حضور کافی بہتر محسوس فرماتے تھے جس کے نتیجہ میں رات کو سونے سے قبل حضور نے احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا اور بعض ضروری ڈاک پر کارروائی فرمائی۔

عالم اسلام کا انفعالی بحران

(بقیہ صفحہ ۲)

یہاں وہی مردِ حق جسے صادق و امین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی اور مسیح موعود کے نام سے پکارا اور اُمت کے بگڑ جانے کے وقت اُس کے ذریعہ اصلاح امت کی نوید سنائی۔ اس کے بارہ میں کب تک یہی کہا جاتا رہے گا کہ "امام مہدی نہ آنا تھے نہ آئے"۔ کیا زندہ مذہب اسلام ہے اور اس کی یہ کیسی "زندگی" ہے جو موت سے بھی بدتر حالت کا اشارہ کرتی ہے اور پھر خدا کی طرف سے قرآن مجید میں انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون کا وعدہ دیا ہوا پورا ہونے میں بھی نہیں آتا جبکہ اس وقت اس کی بڑی ضرورت ہے۔ کیا اسلام کے لئے اس سے بھی بڑھ کر مصیبت والا دن دیکھیں گے؟ امیر مینائی یا غالب یہ شعر جو انہوں نے اپنے کسی خیالی محبوب کی بے اعتنائی کو ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا نعوذ باللہ اسلام کے خدا کے لئے بھی کہنا پڑے گا کہ

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

جب کوئی بھی صحیح العقیدہ مسلمان اپنی زبان سے محرم - خدا کے متعلق ایسا کہنے کو تیار نہیں تو پھر اپنے عمل سے ایسے حالات کیوں۔ اگر نا ہے۔ ہو خبر دار کی وعدہ خلافی پر منتج ہوں۔

فتدبروا یا اولی الالباب

مارشس میں ۱۴ فرانسیسی بولنے والے افریقن ممالک کے نمائندگان کانفرنس

(بقیہ صفحہ اول)

تعلیمات کو پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ سربراہانِ ممالک اسلامی لٹریچر کو بخوشی قبول کرتے ہیں۔

گذشتہ دنوں ۲۵ اپریل سے ۶ مئی تک مارشیس میں ایک عظیم کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ دراصل اس کانفرنس میں OCAM تنظیم کے چودہ فرانسیسی بولنے والے افریقن ممالک کے نمائندگان، وزراء خارجہ اور بعض کے صدران نے شرکت کی۔ اس تنظیم کے مندرجہ ذیل ممالک ممبر ہیں۔ ڈہومی۔ چیڈ۔ ٹوگو۔ کانگو۔ نائیجیریا۔ کامرون۔ ہولٹ والٹا۔ مڈغاسکر۔ آئیوری کوسٹ۔ گابون۔ راونڈا۔ سنیگال۔ سنٹرل افریقہ اور مارشیس۔

اس تنظیم کا مقصد باہمی تعاون کے ذریعہ اپنے مسائل کو حل کرنے اور عوام کی ترقی و بہبود کے ذرائع کو کام میں لانا ہے۔ گذشتہ دنوں بھی جملہ نمائندگان نے بڑے غور و خوض کے بعد نہایت اہم فیصلہ جات کئے۔ ۲۵ اپریل سے ۳۰ اپریل تک ممالک کے وزراء خارجہ نے اجلاس منعقد کئے۔ یکم مئی تا ۶ مئی ان ممالک میں سے بعض صدران اور بعض دیگر نمائندگان نے فیصلہ جات کو فائنل شکل دی۔ جو انشاء اللہ دیگر ممالک کے ساتھ مارشیس کے لوگوں کے لئے ترقی کا موجب ہوگا۔

کانفرنس کی تیاری

اس کانفرنس کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر حکومت مارشیس کی وزارت خارجہ نے بہت محنت اور تندہی سے کام کیا اور سینکڑوں کارکنوں اور سرکاری ملازموں نے اپنے افریقہ سے آنے والے بھائیوں کو محبت کے ساتھ WELCOME کیا۔ بلاشبہ دیگر ممالک کے دیگر صدران وزراء خارجہ کا استقبال۔ حفاظتی تدابیر ایک منظم تیاری کا تقاضا کرتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے تقریباً ایک سال قبل اس کانفرنس کی تیاری شروع کر دی تھی ملک کے سب حصوں میں شہروں اور دیہات کو خوب صاف کر کے مزین کیا گیا مختلف مقامات پر عوام کو اس کانفرنس سے آگاہ کرنے کے لئے اشتہارات لگائے گئے اور سڑکوں پر جھنڈیاں اور خوبصورت دروازے بنائے گئے۔ اس طرح بڑے شہروں اور شاہراہوں کو بجلی کے قمقموں کے ساتھ جاذب نگاہ بنایا گیا۔ وزیر خارجہ آنریبل جے ال نے مختلف جگہوں پر تقاریر کیں جن میں عوام اور بالخصوص نوجوان طبقہ کو کانفرنس کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا اسی طرح اخبارات ریڈیو اور ٹی وی نے مختلف پروگرام پیش کئے جن میں متعلقہ ممالک کا جغرافیہ و دیگر اہم معلومات سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ اس کانفرنس میں بین الاقوامی تنظیمات O.A.U - E.E.C اور "یونیورسٹی نائٹرل افریقن" کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ اسی طرح دیگر ممالک کے پریس اور ٹی وی کے نمائندگان نے شمولیت اختیار کی۔

کانفرنس کا آغاز

مورخہ ۲۵ اپریل کو کانفرنس کا پہلا اجلاس ہوا۔ اس افتتاحی اجلاس میں خاکسار بھی موجود تھا۔ اس موقعہ پر مارشیس کے وزیر خارجہ نے معزز مہمانوں کو بہت پُرجوش رنگ میں اھلاً وسھلاً و مرحبا کہا اور ساتھ ہی OCAM کانفرنس کے عظیم الشان مقاصد کی بھی تفصیل کے ساتھ نشاندہی کی اس موقعہ پر تنظیم کے جنرل سیکرٹری H. Tolilla Kane نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔

اجلاس کے بعد ایک استقبالیہ پارٹی تھی جس میں خاکسار نے کئی نمائندگان سے ملاقات کی اور افریقہ میں احمدیت کے موضوع پر روشنی ڈالی اسی طرح جماعت احمدیہ مارشیس کا بھی تعارف کرایا۔ Tchad کے وزیر خارجہ عربی زبان کے اچھے عالم تھے ان سے دیر تک احمدیت اور اسلام کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ اس استقبالیہ دعوت میں سیڈن کے پانچ افراد کو خاکسار نے تفصیل کے ساتھ احمدیہ جماعت کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ اسی طرح سوڈان مشن سے بھی روشناس کرایا۔

بعض دیگر تقاریب اور اجلاس جن میں خاکسار کی شرکت

پروگرام کے مطابق ۲۵ اپریل سے ۳۰ اپریل تک وزراء خارجہ کی کانفرنس ہوتی رہی۔ یکم مئی تو صدران مملکت یا ان کے نمائندگان کی کانفرنس ہوئی اس کے دو اجلاسوں میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ اس دفعہ بھی خاکسار نے Deligates سے ملاقات کی اور

احمدیت سے متعارف کرایا۔ افریقن ممالک کی ... متعلق تنظیم کے جنرل سیکرٹری سے ابتدائی ملاقات ہوئی وہ نائیجیریا کے احمدیہ مشن سے واقف تھے۔ یکم مئی کو L'OCAM تنظیم کے نمائندہ ایجنسی SENEGAL جو سینیگال کی حکومت کے سربراہ ہیں کے اعزاز میں حکومت ماریشس نے ایک ڈنر دیا اس میں خاکسار بھی مدعو تھا اس موقعہ پر ایک جرمن دوست H.M.D. FRESH جو E.E.C کے نمائندہ تھے خاکسار کی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ ان کے سوالات کے جوابات دیئے اس طرح مختصر بھی احمدیہ مشن متعلق بھی انہیں بتایا۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ہمارا عقیدہ سن کر بوجہ کیتھولک عیسائی ہونے کے بہت متعجب ہوئے۔

جسٹس TCHAD کے وزیر خارجہ سے خصوصی ملاقات اور استقبالیہ ایڈریس اور احمدیہ لٹریچر کی پیشکش

ایک سیشن کے دوران وزیر موصوف سے برائے ملاقات وقت لیا گیا۔ یکم مئی کو گیارہ بجے مقرر ہوا۔ خاکسار لوکل مبلغ محترم ابوبکر یعقوب خاں صاحب کو ساتھ لے کر جناب وزیر خارجہ کی قیامگاہ ... BIS ... ہوٹل میں پہنچا وزیر موصوف نے ہماری تواضع کی دیر تک عربی اور فرنچ میں اسلام اور احمدیت کے بارہ میں ان سے باتیں ہوتی رہیں بعدہٗ فرانسیسی زبان میں پہلے سے تیار کردہ استقبالیہ ایڈریس پڑھا گیا اس ایڈریس میں جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد اور موجودہ سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ اس خصوصی ملاقات میں معزز مہمان کو مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا گیا جو انہوں نے بہت خوشی سے قبول فرمایا۔

(۱) افریقہ سپیکس (۲) دعوۃ الامیر فرنچ ترجمہ (۳) حضرت مسیح کشمیر میں فوت ہوئے از شمس صاحب (۴) اسلام کا اقتصادی نظام فرنچ ترجمہ (۵) حیاتِ احمدؐ وغیرہ۔ اس ملاقات کے دوران سینیگال کے دو اور دوستوں کو افریقہ سپیکس اور رفقی فورس کا فرنچ ترجمہ پیش کیا گیا۔ غرضیکہ وزیر موصوف سے ملاقات کامیاب رہی۔ انہوں نے ہماری جماعت کی کارکردگی کو سراہا انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ نائیجیریا میں بطور سفیر کام کر چکے ہیں۔ سب سے پہلی ملاقات احمدی مبلغ کے ساتھ نائیجیریا میں ہوئی تھی اور دوسری ملاقات ماریشس میں ہوئی ہے۔

"لوکام" کے جنرل سیکرٹری فلیلوکان کی خدمت میں احمدیہ لٹریچر کی پیشکش

مسٹر فلیلوکان جنرل سیکرٹری OCAM کانفرنس کے ساتھ کئی بار ملاقات ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ جلد ہی ہم متعارف ہو گئے انہوں نے مجھے اپنا Visiting Card دیا تھا جس کے باعث میرا مہمانوں کی قیامگاہ میں جانا کافی آسان ہو گیا۔ موصوف کے ساتھ ۳ مئی کو روز ملاقات برائے پیشکش لٹریچر مقرر ہوا۔ خاکسار نے ان کو بس ہوٹل میں انہیں "اسلام کا اقتصادی نظام" کا فرنچ ترجمہ اور افریقہ سپیکس کی ایک کاپی پیش کی جسے انہوں نے بخوشی قبول فرمایا اس ملاقات کے دوران جماعت ہائے احمدیہ افریقہ کا بھی ذکر ہوا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے مغربی افریقہ کے دورہ کے متعلق بھی گفتگو ہوئی۔

پانچ ممالک کے صدران اور نو ممالک کے وزراء خارجہ کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس اور افریقہ سپیکس کی ایک ایک کاپی کا تحفہ

۵ مئی کو برادرم عبد الرحمٰن جو (ممبر سنٹرل میٹی) کو ساتھ لے کر خاکسار معزز مہمانوں کی قیامگاہ نفوس ہوٹل پر پہنچا اور بشمول وزیر اعظم ماریشس پانچ صدران حکومت اور نو وزراء خارجہ کی خدمت میں مطبوعہ استقبالیہ ایڈریس اور ایک ایک افریقہ سپیکس پیش کی۔ مذکورہ ایڈریس کا خلاصہ یہ تھا۔

"استقبالیہ ایڈریس بنام معزز ممبران L'OCAM کانفرنس ۱۹۷۳ء

... بورا ایجنسی : یہ امر ہمارے لئے باعثِ مسرت ہے کہ آج ہم اس کانفرنس کے لئے آپ کو اھلاً و سہلاً کہہ رہے ہیں۔ ہمارے لئے یہ امر بھی خوشی کا باعث ہے کہ آپ اپنے ملک کی ترقی و بہبود کے سلسلہ میں بطور رہنما نمائندہ تشریف لائے ہیں جماعت احمدیہ ۱۸۸۹ء میں ہندوستان میں بمقام قادیان حضرت احمدؑ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ اس معمولی گاؤں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام کو الہام کیا "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اس الہام کے مطابق جماعت احمدیہ کا پیغام ہندوستان سے لیکر دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے اور بالخصوص مغربی افریقہ مشرقی افریقہ امریکہ، انگلینڈ، سوئٹزرلینڈ، ... اور بھی آئی لینڈ میں نہایت مضبوط بنیادوں پر احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور دن رات اسلام کا نام بلند کرنے میں مصروف ہیں۔ بہت سی دیگر زبانوں میں قرآن کا ترجمہ ہو چکا ہے اور فرنچ ترجمہ قرآن کی طباعت بھی عنقریب عمل میں آنے والی ہے۔

۱۹۷۰ء میں حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مغربی افریقہ کے چھ ممالک کا دورہ کیا جس کے نتیجہ میں آپ نے افریقن بھائیوں کی خدمت کے طور پر ہسپتال اور سکول کھولنے کا منصوبہ کیا اس سکیم کے مطابق مغربی افریقہ میں بہت سے سکول اور میڈیکل سنٹرز قائم ہو چکے ہیں اور ڈاکٹرز اور پروفیسرز مصروف عمل ہیں۔ جماعت احمدیہ آپ کی اس کانفرنس میں شریک ہونے کی اہمیت سے خوب آگاہ ہے ہم آنجناب کے لئے صحت و عافیت کار آمد غور و فکر اور سب مسائل کے بہترین حل کے متمنی ہیں۔"

صدر سینیگال SENGHOR اور آئیوری کوسٹ کے وزیر خارجہ کی خدمت میں قرآن کا تحفہ

بتاریخ ۵ مئی مذکورہ وزیر خارجہ اور سینیگال کو قرآن مجید کے قیمتی تحفے بعض دیگر افسران کے ذریعہ بمعہ ایڈریس و افریقہ سپیکس ارسال کر ... گئے جسے انہوں نے بلد ہی موصول کر لیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ماریشس کی تاریخ میں اس نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی جس میں چودہ ممالک کے سینکڑوں نمائندگان نے شرکت کی اور خاکسار کو جماعت احمدیہ ماریشس کی بہترین رنگ میں نمائندگی کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں +

کوالٹی اعلیٰ — نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta — 1

فون نمبر {23—1652 / 23—5222} تار کا پتہ {AutoCentre}

درخواست دعا ۔ مکرم مولوی امان اللہ صاحب فاضل دیوبند حال سورو نے حسب ذیل ... سے سخت ... شروع ہو گئی ہے خود ان کو ... سے گرا ان کے ناک سے خون جاری ہو گیا اور مکرم مولوی ... صاحب ناصر مبلغ ... کی ... الغرض سخت تکلیف ہے۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو حفظ و امان میں رکھے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

درخواست دعا۔ میری سب سے چھوٹی لڑکی عزیزہ بشریٰ سلمہا نے یکم جولائی ۱۹۷۳ء کو میڈیکل کمپیٹیشن ٹیسٹ دیا ہے جس کا نتیجہ اگست میں نکلنے والا ہے۔ میں تمام بہنوں اور بھائیوں سے گذارش کرتی ہوں کہ اس بچی کی کامیابی کی دعا کریں۔ خداوند کریم اسے اس ٹیسٹ میں کامیاب کرے، اور اس کا ایڈمیشن میڈیکل کالج میں ہو جائے آمین ثم آمین۔

ناچیز نذیرہ شمیم
آرہ (بہار)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں!

AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA — 12